كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ وَهُوَ كُرْهٌ لَّكُمْ ۚ وَعَسَىٰ أَن تَكْرَهُوا شَيْئًا وَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۖ
وَعَسَىٰ أَن تُحِبُّوا شَيْئًا وَهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ ۗ وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ۝
يَسْأَلُونَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ فِيهِ ۖ قُلْ قِتَالٌ فِيهِ كَبِيرٌ ۖ وَصَدٌّ
عَن سَبِيلِ اللَّهِ وَكُفْرٌ بِهِ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَإِخْرَاجُ أَهْلِهِ
مِنْهُ أَكْبَرُ عِندَ اللَّهِ ۚ وَالْفِتْنَةُ أَكْبَرُ مِنَ الْقَتْلِ ۗ وَلَا يَزَالُونَ يُقَاتِلُونَكُمْ
حَتَّىٰ يَرُدُّوكُمْ عَن دِينِكُمْ إِنِ اسْتَطَاعُوا ۚ وَمَن يَرْتَدِدْ مِنكُمْ عَن دِينِهِ
فَيَمُتْ وَهُوَ كَافِرٌ فَأُولَٰئِكَ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ ۖ
وَأُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ ۖ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ۝ تمہارے اوپر قتال فرض کر دیا گیا

درآں حالیکہ وہ تم پر گراں ہے لیکن کیا عجب کہ تم کسی چیز کو ناپسند کرتے ہو اور وہ تمہارے حق میں بہتر ہو اور کیا عجب کہ تم کسی چیز کو پسند کرتے ہو اور وہ تمہارے حق میں (باعث) خرابی ہو اور علم تو اللہ ہی رکھتا ہے اور تم علم نہیں رکھتے * اور آپ سے حرمت والے مہینے کی بابت (یعنی) اس میں قتال کی بابت دریافت کرتے ہیں آپ کہہ دیجئے کہ اس میں قتال کرنا بڑا (گناہ) ہے اور اس سے بڑھ کر (جرم) اللہ کے نزدیک اللہ کی راہ سے روکنا اور اللہ سے کفر کرنا اور مسجد حرام سے روک دینا اور اس سے اس کے رہنے والوں کو نکال دینا ہے اور فتنہ قتل سے (کہیں) بڑھ کر ہے اور یہ لوگ تو تم سے جنگ جاری ہی رکھیں گے تا آنکہ اگر ان کا بس چلے تو تمہیں تمہارے دین سے پھیر ہی کر رہیں اور جو کوئی بھی تم میں سے پھر جائے اپنے دین سے اور اس حال میں کہ وہ کافر ہے مر جائے، تو یہی وہ لوگ ہیں کہ ان کے اعمال دنیا اور آخرت میں اکارت گئے اور یہ اہل دوزخ ہیں اسی میں ہمیشہ

(البقرۃ ۲/۲۱۶-۲۱۷)

۲۱۶ ۔ اعداء دین سے تحفظ اسلام کے لئے جہاد کی فرضیت کا حکم اس آیت میں ہو رہا ہے ۔ صحیح حدیث شریف میں ہے جو شخص مر جائے اور اس نے جہاد کیا ہو اور نہ اپنے دل میں جہاد کی بات چیت کی ہو (نیت تو) وہ جاہلیت کی موت مرے گا اور حدیث میں ہے فتح مکہ کے بعد ہجرت نہیں رہی ہاں جہاد اور نیت ہے اور جب تم سے جہاد کے لئے نکلنے کو کہا جائے تو نکل کھڑے ہو جایا کرو ۔ یہ حکم آپ نے مکہ کی فتح کے دن فرمایا تھا ۔ حق تعالیٰ پھر فرماتا ہے حکم جہاد تو تم پر بھاری پڑے گا اور اس میں تمہیں مشقت اور تکلیف نظر آتی ہے کیوں کہ ممکن ہے قتل ہو جاؤ ممکن ہے زخمی ہو جاؤ پھر سفر کی تکلیف دشمنوں کی یورش وغیرہ ۔ ممکن ہے تم

برا جانو اور وہ تمہارے لئے اچھا کریں کہ اس سے تمہارا غلبہ ہے اور دشمن کی پامالی ہے ان کے مال ان کے ملک بلکہ ان کے بال بچے تک تمہارے قدموں میں آ پڑیں گے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ تم کسی چیز کو اپنے لئے اچھا جانو اور وہی تمہارے لئے بری ہو * اسی طرح تو تم جہاد نہ کرنے میں اچھائی سمجھو لیکن دراصل وہ تمہارے لئے زبردست برائی ہے کیونکہ اس سے دشمن تم پر غالب آ جاتے اور دنیا میں قدم ٹکانے کو بھی کہیں جگہ نہ ملے گی تمام کاموں کے انجام کا علم محض پروردگار عالم کو ہی ہے وہ جانتا ہے کہ کون سا کام تمہارے لئے انجام کے لحاظ سے اچھا ہے اور کون برا ہے وہ اسی کام کا حکم دیتا ہے جس میں تمہارے لئے دونوں جہان کی بہتری ہو۔ (بحوالہ تفسیر ابن کثیر)

عرب کا قدیم دستور تھا کہ وہ رجب اور ذی قعدہ، ذی الحجہ اور محرم میں باہم جنگ و جدال نہ کرتے تھے (اسی لئے ان کو شہر حرام کہتے تھے) حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانے سے یہ طریقہ چلا آ رہا تھا۔ اسی لئے لوگوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کیا ان مہینوں میں بھی قتال و جہاد جائز ہے؟ جواب آیا کہ ہر چند ان مہینوں میں لڑائی سخت اور بری بات ہے مگر ان مہینوں میں لوگوں کو دین الٰہی کی راہ سے روکنا جیسا کہ کفار کیا کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے انکار کرنا اور مسجد حرام سے روکنا اور وہاں کے باشندوں کو ناحق نکالنا جیسا کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کو (کفار قریش کے مظالم کے باعث ہجرت کرنی پڑی) نکلنا پڑا۔ اس سے بھی بڑھ کر گناہ ہے اور ان کا فتنہ کہ وہ ہر قسم ایمان والوں کو ستاتے پھرتے ہیں قتل سے بھی بڑھ کر ہے پس جب انہوں نے ان مہینوں کی رعایت نہ کی تو تم پر بدلہ لینے میں کیا گناہ ہے * بطن نخلہ کے واقعہ کے ضمن میں کفار کے طعنہ کا جواب (بحوالہ تفسیر حقانی)

زوائد: جہاد بہت بہتر عبادت ہے * ہر بات میں عقل کو دخل نہ دینا چاہئے بہت سی باتیں بظاہر خلاف عقل معلوم ہوتی ہیں مگر (درحقیقت) مفید * نفس کی ناپسندیدگی پر مت جاؤ بلکہ اگر اس کی مخالفت کر کے رب کی اطاعت کی جائے تو زیادہ ثواب ہے * صحابہ کرام بارگاہ الٰہی میں مقبول و محبوب ہیں * صحابہ کرام کے اعمال ان کی نیتوں پر اعتراض طریقہ کفار ہے * اللہ تعالیٰ دشمنان صحابہ کے عیوب کھول دیتا ہے * بدنیتی سے کیوں چھپا لیں گناہ ہے * بھول چوک اور خطا معاف ہے * عیب والوں کو دوسروں کی عیب جوئی کرنا برا ہے * حرم کی عزت ماہ حرام سے بڑھ کر ہے * سب کو راضی نہ کرو بلکہ اپنے رب کو راضی کرو۔ (بحوالہ

خلاصہ: جہاد فرض ہے جب اس کی شرائط پائی جائیں اگر کافر مسلمانوں کے ملک پر چڑھائی کریں تو جہاد فرض عین ہوتا ہے ورنہ فرض کفایہ * انسان کے حق میں کیا اچھا ہے کیا برا ہے اللہ بہتر جانتا ہے۔ انسان جسے اچھا سمجھتا ہے ممکن ہے اس کے لئے اچھا نہ ہو اور جسے برا سمجھتا ہے ہو سکتا ہے وہ اس کے حق میں بہتر ہو لہٰذا سعادت اسی میں ہے کہ اللہ کی اطاعت کی جائے اور جو حکم الٰہی ہے اس کی تعمیل کی جائے اسی کو بہتر سمجھنا چاہئے اگرچہ وہ نفس پر گراں ہو * ماہ حرام میں جنگ سے متعلق کئے گئے سوال کا قرآنی جواب * قتل بعض حالات میں مباح ہوتا ہے لیکن کفر کسی حال میں مباح نہیں * کفار مسلمانوں سے ہمیشہ عداوت رکھتے ہیں * ارتداد سے تمام اعمال باطل ہو جاتے ہیں * مرتد کی تعریف

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ هَاجَرُوا وَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أُولَٰئِكَ يَرْجُونَ
رَحْمَتَ اللَّهِ ۚ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿٢١٨﴾ يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ ۖ قُلْ فِيهِمَا
إِثْمٌ كَبِيرٌ وَمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَإِثْمُهُمَا أَكْبَرُ مِن نَّفْعِهِمَا ۗ وَيَسْأَلُونَكَ مَاذَا
يُنفِقُونَ قُلِ الْعَفْوَ ۗ كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمُ الْآيَاتِ لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُونَ ﴿٢١٩﴾
فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ ۗ وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْيَتَامَىٰ ۖ قُلْ إِصْلَاحٌ لَّهُمْ خَيْرٌ ۖ وَإِن
تُخَالِطُوهُمْ فَإِخْوَانُكُمْ ۚ وَاللَّهُ يَعْلَمُ الْمُفْسِدَ مِنَ الْمُصْلِحِ ۚ وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ
لَأَعْنَتَكُمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ﴿٢٢٠﴾

البتہ جو لوگ ایمان لائے اور ہجرت بھی کر گئے اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں لڑتے بھی رہے سو وہی اللہ تعالیٰ کی رحمت کے امیدوار ہیں اور اللہ تعالیٰ غفور و رحیم ہے۔ (اے محبوب!) آپ سے شراب اور جوئے کے بارے میں پوچھتے ہیں۔ کہہ دیجئے ان میں بڑا گناہ ہے اور لوگوں کے لئے کچھ فائدہ بھی ہے اور ان کا گناہ ان کے فائدہ سے بڑھ کر ہے اور آپ سے پوچھتے ہیں کہ (خدا کی راہ میں) کس قدر دیا کریں، کہہ دیجئے جو تمہاری ضرورتوں سے زیادہ ہو اللہ تعالیٰ یوں احکام تمہارے لئے کھول کھول کر بیان کرتا ہے تاکہ تم دنیا و آخرت کے معاملات میں غور (و فکر) کرو۔ اور (یہ) آپ سے یتیموں کی بابت سوال کرتے ہیں، کہہ دیجئے کہ جس میں ان کی بھلائی ہو وہ بہتر ہے اور اگر ان کو اپنے شریک رکھو تو وہ تمہارے بھائی ہیں اور اللہ تعالیٰ تو مفسد کو مصلح سے الگ جانتا ہے اور اگر اللہ چاہتا تو تم پر دشواری ڈال دیتا اللہ تعالیٰ غالب تدبیر والا ہے۔ (۲/۲۱۸-۲۲۰)

۲۱۸۔ بطن نخلہ کے واقعہ کے ضمن میں حرمت والے مہینہ میں جدال سے متعلق نزول آیات کے بعد اپنے گنہگار نہ ہونے اور کفار کے طعنوں کا خدائی جواب آجانے کے بعد ایک گونا **اطمینان** ہو جانے کے بعد بھی جب مجاہدین کو یہ خیال گزرا کہ انہیں اس کا اخروی اجر و ثواب ملے گا یا نہیں، ہم غازیوں میں شمار ہوں گے یا نہیں (بحوالہ ابن کثیر)۔ جب یہ آیت نازل ہوئی کہ البتہ جو لوگ ایمان لائے اور اپنے گھر بار چھوڑے اور اللہ تعالیٰ کا دین اونچا کرنے کو کافروں سے لڑے وہ لوگ ضرور اللہ کی رحمت اور ثواب کے مستحق ہیں ان کو امیدوار ثواب کا رہنا چاہیئے اور اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو بخشنے والا ان پر مہربان ہے (جلالین) حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک فوج بھیجی جہاد پر انہوں نے کافروں کو مارا اور (غنیمت) لائے۔ مسلمانوں کو خبر ہوئی کہ وہ دن جمادی الثانی کا ہے اور (عجب کہ) وہ روز رجب تھا۔

کافروں نے اس پر بہت طعن کیا اور مسلمانوں کو شبہ پڑا۔ اس پر آیت اتری یعنی ان مہینوں میں ناحق لڑائی اشد گناہ ہے اور جن کافروں نے مسلمانوں سے ان مہینوں میں قصور کیا ان سے لڑنا منع نہیں (پھر مسلمانوں کو یہ بشارت دی گئی) تحقیق جو لوگ کہ ایمان لائے اور جن لوگوں نے وطن چھوڑا اور جہاد کیا بیچ راہ اللہ کی یہ لوگ امیدوار ہیں مہربانی خدا کی اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ (موضح القرآن)

۲۱۹) - جوئے اور شراب کا گناہ ان کے نفع سے زیادہ ہے۔ نفع تو یہی ہے کہ شراب سے کچھ سرور پیدا ہوتا ہے یا اس کی خرید و فروخت سے تجارتی فائدہ ہوتا ہے اور جوئے میں کبھی مفت کا مال ہاتھ آتا ہے۔ اور گناہوں اور مفسدوں کا کیا شمار عقل کا زوال غیرت و حمیت کا زوال عبادات سے محرومی لوگوں سے عداوتیں سب کی نظروں میں خوار ہونا مال و دولت کی اضاعت (بحوالہ: کنزالایمان) مسئلہ: شطرنج تاش وغیرہ ہار جیت کے کھیل اور جن پر بازی لگائی جائے سب جوئے میں داخل اور حرام ہیں (روح البیان)۔ فرض زکوٰۃ کی شرح متعین تھی یہ سوال اس کے علاوہ دوسرے نیک کاموں میں خرچ سے متعلق تھا۔ آسانی کا معیار یہ ہے کہ اس سے کسی حقدار کا حق ضائع نہ ہو اور اپنے ضروری مصارف میں تنگی نہ اٹھانا پڑے۔ (بحوالہ: ماجدی)

۲۲۰) پچھلی آیت سے ربط بیان کہ تم سوچ سمجھ لو اور امور دینی و دنیوی کو۔ جب یتیموں کا مال غلط کھانے والوں کے لئے وعید نازل ہوئی (بحوالہ ابن کثیر) یتیموں کی خیر خواہی بہتر ہے تم اگر ان کا مال اپنے مال میں ملا بھی لو تو وہ تمہارے بھائی ہیں۔ بد نیت اور نیک نیت ہر ایک کو اللہ خوب جانتا ہے اور اگر اللہ چاہتا تو تمہیں بغرض اصلاح و بہتری بھی ان کا مال اپنے مال میں ملانے کی اجازت نہ دیتا۔ یقیناً اللہ غلبہ والا اور حکمت والا ہے (بحوالہ: حقانی و دیگر حواشی)

فوائد: ایمان خوف و امید سے حاصل ہوتا ہے۔ عمل سے امید وابستہ ہیں، بغیر ایمان و اعمال امید رحمت غلطی ہے۔ سارا مال خیرات کر دینا منع ہے، خرچ کرنے میں غور و خوض کریں کیونکہ گناہ میں خرچ حرام اور نیکی میں خرچ ثواب۔ یتیم کی اصلاح لازم ہے۔ چند ساتھیوں کا آپس میں روٹی وغیرہ ملا کر کھانا جائز ہے۔ (بحوالہ: اشرف التفاسیر)۔

خلاصہ: مہاجرین اور مجاہدین امیدوار رحمت ہیں اور اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا اور مہربان ہے۔ شراب کی حرمت کا حکم نازل ہونے سے پہلے بھی بعض سلیم طبیعتیں اس کو گوارہ نہیں کرتی تھیں۔ جس چیز میں نقصان زیادہ ہو اس کو ترک کرنا چاہئے اور جس میں نفع زیادہ ہو اسے اختیار کرنا چاہئے۔ اضافی نفع و نقصان کی اہمیت نہیں۔ صدقہ تو تب ہے جب (خود کو) احتیاج نہ ہو۔ یتیم کی خیر خواہی کے لئے بہتر اور مناسب طریقہ اپنائیں تاکہ انہیں فائدہ پہنچے اور ان کے مال میں بے جا تصرف نہ ہو۔ اللہ ہر ایک کی نیت سے واقف ہے۔

وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكٰتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ ۭ وَلَاَمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكَةٍ
وَّلَوْ اَعْجَبَتْكُمْ ۚ وَلَا تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَتّٰى يُؤْمِنُوْا ۭ وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ
خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكٍ وَّلَوْ اَعْجَبَكُمْ ۭ اُولٰۗىِٕكَ يَدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ ښ
وَاللّٰهُ يَدْعُوْٓا اِلَى الْجَنَّةِ وَالْمَغْفِرَةِ بِاِذْنِهٖ ۚ وَيُبَيِّنُ اٰيٰتِهٖ لِلنَّاسِ
لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ۝ وَيَسْــَٔـلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِيْضِ ۭ قُلْ هُوَ اَذًى ۙ فَاعْتَزِلُوا
النِّسَاۗءَ فِي الْمَحِيْضِ ۙ وَلَا تَقْرَبُوْهُنَّ حَتّٰى يَطْهُرْنَ ۚ فَاِذَا تَطَهَّرْنَ
فَاْتُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ اَمَرَكُمُ اللّٰهُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ ۝

اور شرک والی عورتوں سے نکاح نہ کرو جب تک مسلمان نہ ہو جائیں اور بے شک مسلمان لونڈی مشرکہ سے اچھی ہے اگرچہ وہ تمہیں بھاتی ہو اور مشرکوں کے نکاح میں نہ دو جب تک وہ ایمان نہ لائیں اور بے شک مسلمان غلام مشرک سے اچھا ہے اگرچہ وہ تمہیں بھاتا ہو وہ دوزخ کی طرف بلاتے ہیں اور اللہ جنت اور بخشش کی طرف بلاتا ہے اپنے حکم سے اور اپنی آیتیں لوگوں کے لئے بیان کرتا ہے کہ کہیں وہ نصیحت مانیں * اور تم سے پوچھتے ہیں حیض کا حکم تم فرماؤ وہ ناپاکی ہے تو عورتوں سے الگ رہو حیض کے دنوں اور ان سے نزدیکی نہ کرو جب تک پاک نہ ہو لیں پھر جب پاک ہو جائیں تو ان کے پاس جاؤ جہاں سے تمہیں اللہ نے حکم دیا بے شک اللہ پسند کرتا ہے بہت توبہ کرنے والوں کو اور پسند رکھتا ہے ستھروں کو۔ (۲/۲۲۱،۲۲۲)

۱۲۲۰۔ آیت میں مشرک عورتوں سے نکاح کی حرمت بیان ہو رہی ہے۔ مشرک عورتوں سے مراد بتوں کی پجاری عورتیں ہیں۔ تاہم اہل کتاب (یہودی یا عیسائی) عورتوں سے نکاح کی اجازت قرآن نے دی ہے البتہ کسی مسلمان عورت کا نکاح کسی اہل کتاب مرد سے نہیں ہو سکتا۔ تاہم حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مصلحتاً اہل کتاب عورتوں سے نکاح کو ناپسند کیا ہے (ابن کثیر) آیت میں اہل ایمان کو ایماندار مردوں اور عورتوں سے نکاح کی تاکید کی گئی ہے اور دین کو نظر انداز کر کے محض حسن و جمال کی بنیاد پر نکاح کرنے کو آخرت کی بربادی کا قرار دیا گیا ہے * رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نیک عورت کو دنیا کی سب سے بہتر متاع قرار دیا ہے (صحیح مسلم)

ازدواجی رشتے شوہر اور بیوی کی نفسیات پر گہرے اثرات ڈالتے ہیں اس لئے نکاح سوچ سمجھ کر کرنا چاہئے۔ میاں بیوی کا رشتہ انتہائی الفت و رفاقت کا اور باہمی مناسبت و موافقت کا تقاضا ہے بیوی کو شوہر سے اس درجہ کا مناسبت ہے کہ وہ اس کی ساری شعوری اور افتادی زندگی کا اصل اصول

یعنی توحید و رسالت ہی کی منکر ہے تو معلوم ہوا کہ دونوں میں باہمی مناسبت کی بنیاد درحقیقت معمولی موجود نہیں۔ موافقت کامل کے دوسرے اجزاء و عناصر موجود نہ ہوں، نہ سہی لیکن کم از کم وہ بنیادی عقیدہ تو مشترک ہو جس کے تابع رہ کر تمام جیون ساتھی زندگی گزار سکیں۔

اے مسلمانو! کافر عورتوں سے جب تک وہ مسلمان نہ ہو جائیں نکاح نہ کرو مسلمان عورت اگرچہ باندی ہو آزاد عورت کافرہ سے بہتر ہے پس جب شرعاً باندی مسلمہ کے نکاح سے اہل کافرہ عورت آزاد کے نکاح کی رغبت دنیا عند اللہ مذموم ٹھہری ہے ✱ اس حکم سے یہود و نصاریٰ اہل کتاب کی عورتیں مستثنیٰ ہیں ان سے نکاح مرد مسلمان کو جائز ہے اور مسلمان عورتوں کا نکاح کافر مردوں سے نہ کرو جب تک وہ مسلمان نہ ہو جائیں (جلالین)

۲۲۲۔ عرب کے اندر یہود و مجوس کی طرح حائضہ عورتوں سے کمال نفرت کرتے تھے ساتھ کھانا پینا ایک مکان میں رہنا گوارا نہ تھا بلکہ شدت یہاں تک پہنچ گئی تھی کہ ان کی طرف دیکھنا اور ان سے کلام کرنا بھی حرام سمجھتے تھے اور نصاریٰ اس کے برعکس حیض کے ایام میں عورتوں کے ساتھ بڑی محبت سے مشغول ہوتے تھے اور اختلاط میں بہت مبالغہ کرتے تھے مسلمانوں نے حضور سے حیض کا حکم دریافت کیا اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور افراط و تفریط کی راہیں چھوڑ کر اعتدال کی تعلیم فرمائی گئی اور بتا دیا گیا کہ ✱ بلوغت کے بعد ہر عورت کو ایام ماہواری میں جو خون آتا ہے اسے حیض کہا جاتا ہے اور بعض دفعہ عادت کے خلاف بیماری کی وجہ سے خون آتا ہے اسے استحاضہ کہتے ہیں جس کا حکم حیض سے مختلف ہے حیض کے ایام میں عورت سے نماز معاف ہے اور روزے رکھنے ممنوع ہیں تاہم روزوں کی قضا بعد میں ضروری ہے مرد کے لئے صرف ہم بستری ممنوع ہے۔ عورت ان دنوں میں کھانا پکانا اور دیگر گھر کا ہر کام کر سکتی ہے

فوائد: مسلمان مرد کافر عورت سے نکاح نہ کرے دوسرے یہ کہ مسلمان عورت کافر مرد کے نکاح میں نہ دی جائے ✱ خطرناک اور غیر فائدہ مند کام سے دور ہی رہنا چاہیے ✱ آزاد کافرہ میں لباس و دنیاوی خوبی ہے مگر دینی خرابی ہے جب کہ مسلمہ باندی میں لباس و دنیاوی خوبی نہیں مگر دینی بہتری ہے ✱

خلاصہ: دشمنانِ اسلام سے قتال کے سلسلہ میں یہ سوال پیدا ہوا کہ ان سے مناکحت جائز ہے یا نہیں تب یہ فرمان آیا کہ مشرک مرد و عورت سے مومن مرد و عورت کا نکاح جائز نہیں ✱

مشرک عورتوں سے نکاح نہ کرو کیوں کہ اس میں دیانت نہیں اور اس سے معاشی و معاشرتی خلل پڑے گا۔ اختلافِ مذہب کی بنیاد پر آپس میں موافقت کے بجائے اختلاف پیدا ہوگا کیوں کہ مشرکانہ رسوم سے چشم پوشی کے سبب دین کی بربادی ہوتی ہے لہٰذا نہ مسلمان مشرک سے نکاح کرے اور نہ مشرک سے مسلمہ کا نکاح کیا جائے ✱ حیض ایک گندگی ہے اس لئے عورتوں کے پاس نہ جاؤ یعنی ان سے جماع نہ کرو جب تک وہ خون سے پاک نہ ہو جائیں ان سے صحبت نہ کرو پاک ہو جانے کے بعد غسل حسبِ حکمِ الٰہی ان سے فائدہ حاصل کرنے کا اختیار ہے ✱ خاص ایام میں "مقاربت خاص" نقصانِ رساں اور صفائی و طہارت کے بھی خلاف ہے۔

[illegible] (ماخوذ از تفہیم القرآن)

نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ ۪ فَاْتُوْا حَرْثَكُمْ اَنّٰى شِئْتُمْ ۡ وَقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ ؕ
وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ مُّلٰقُوْهُ ؕ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ وَلَا تَجْعَلُوا
اللّٰهَ عُرْضَةً لِّاَيْمَانِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْا وَتَتَّقُوْا وَتُصْلِحُوْا بَيْنَ النَّاسِ ؕ
وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝ لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْٓ اَيْمَانِكُمْ وَلٰكِنْ
يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا كَسَبَتْ قُلُوْبُكُمْ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ۝ لِلَّذِيْنَ يُؤْلُوْنَ
مِنْ نِّسَآئِهِمْ تَرَبُّصُ اَرْبَعَةِ اَشْهُرٍ ۚ فَاِنْ فَآءُوْ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝
وَاِنْ عَزَمُوا الطَّلَاقَ فَاِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝ تمہاری عورتیں تمہارے لئے

ایسی ہیں جیسے کاشت کی زمین سو جس طرح بھی چاہو اپنی زمین میں (فطری طریقے سے) کاشت کرو اور اپنے لئے مستقبل کا سروسامان کرو۔ اور اللہ سے ڈرتے رہو اور یہ بات نہ بھولو کہ (ایک دن) اس کے حضور میں حاضر ہونا ہے اور ان کے لئے جو ایمان رکھتے ہیں بشارت ہے ٭ اور ایسا نہ کرو کہ کسی کے ساتھ بھلائی کرنے یا پرہیزگاری کی راہ اختیار کرنے یا لوگوں کے درمیان صلح صفائی کرا دینے کے خلاف قسمیں کھا کر اللہ کے نام کو نیکی سے بچ نکلنے کا بہانہ بنا لو اور یاد رکھو) اللہ سننے والا جاننے والا ہے ٭ تمہاری قسموں میں جو لغو اور بے معنی قسمیں ہوں ان پر اللہ پکڑ نہیں کرے گا۔ جو کچھ بھی پکڑ ہوگی وہ تو اس بات پر ہوگی جو تمہارے دلوں نے کمائی ہے اور اللہ (ہر حال میں) بخشنے والا، تحمل کرنے والا ہے ٭ جو لوگ اپنی بیویوں کے پاس جانے کی قسم کھا بیٹھیں تو ان کے لئے چار مہینے کی مہلت ہے پھر اگر اس مدت کے اندر وہ رجوع کرلیں تو اللہ رحمت سے بخشنے والا ہے ٭ لیکن اگر طلاق ہی کی ٹھان لیں تو بیوی کے لئے طلاق ہے اللہ سب کچھ سننے والا

(۱۰) ضیاء القرآن - (۲/ ۲۲۳ تا ۲۲۶)

۳۲۳ ۔ فرمایا کہ تمہاری عورتیں تمہاری کھیتیاں ہیں یعنی اولاد ہونے کی جگہ تم اپنی کھیتی میں جیسے بھی چاہو آؤ یعنی جگہ تو وہی ایک ہو طریقہ خواہ کوئی ہو سامنے کی طرف سے یا اس کے خلاف ٭ آیت نازل ہونے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اختیار دیا کہ خواہ سامنے سے آئے خواہ پیچھے کی طرف سے لیکن جگہ ایک ہی رہے۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ وہ تیری کھیتی ہے جس طرح چاہو آؤ (ایک ہی جگہ پر) ہاں اس کے منہ پر نہ مارو، زیادہ برا نہ کہو، اس سے روٹھ کر الگ نہ ہو جاؤ اور ایک ہی گھر میں رہو (تفسیر ابن کثیر)

۳۲۴ ۔ اور اللہ کی قسمیں زیادہ نہ کھاؤ اور اپنی قسموں کا اس کو نشانہ نہ بناؤ کہ اچھے کاموں کے نہ کرنے پر اور اللہ سے ڈرنے اور لوگوں کے ساتھ بھلائی کرنے پر قسم کھا بیٹھو کہ ہم یہ کام نہ کریں گے مگر اگر قسم بھی کھا بیٹھو (تو ان نیک کاموں کو) نہ چھوڑو اور قسم توڑ کر اس کا کفارہ دے دو اور اللہ تمہاری باتیں سنتا ہے اور تمہارے حالات جانتا ہے۔ (جلالین)

۲۲۵ - قسم کا مسئلہ بیان فرمایا کہ تم سے لغو قسموں پر کچھ مواخذہ نہ کرے گا * آسان عرفِ شرع میں اس قسم کو کہتے ہیں کہ جو اللہ تعالیٰ کے نام سے یا اس کی کسی صفت سے کھائی جاوے جیسا کہ واللہ باللہ تاللہ وغیرہ ہیں - اللہ کی قسم یا بخدا یہ اردو میں اور اس کو حلف کہتے ہیں چونکہ اللہ تعالیٰ کے نام سے قسم میں قوت اور تاکید آجاتی ہے اس لئے اس کو یمین کہتے ہیں جو تین طرح ہوتی ہے (۱) غموس (اسی قسم کھانے والا گناہ میں ڈوب جاتا ہے) (۲) منعقدہ (کسی کام کے کرنے نہ کرنے پر اللہ تعالیٰ کی قسم کھانا) (۳) یمین لغو (گمان غالب * اگرچہ غلطی پر ہو * عمداً جھوٹ نہ ہو * بلا قصد یوں ہی بات بات پر واللہ باللہ کا استعمال) (حقانی)

۲۲۶ - زمانہ جاہلیت میں لوگوں کا یہ معمول تھا کہ اپنی عورتوں سے مال طلب کرتے اگر وہ دینے سے انکار کرتیں تو ایک سال دو سال تین سال یا اس سے زیادہ عرصہ ان کے پاس نہ جاتے اور ترکِ صحبت کی قسم کھا لیتے تھے اور انہیں پریشانی میں چھوڑ دیتے تھے - اسلام نے اس ظلم کو مٹا دیا اور ایسی قسم کھانے والوں کے لئے چار مہینے کی مدت معین فرما دی جسے (اصطلاحِ شریعت میں) ایلاء کہتے ہیں گویا اس کو چار ماہ استغفار کی مہلت ہے اس عرصہ میں خوب سوچ سمجھ لے کہ عورت کو چھوڑنا ہے یا رکھنا - اگر رکھنا بہتر سمجھے اور اس مدت کے اندر رجوع کرے تو نکاح باقی رہے گا اور قسم کا کفارہ لازم ہوگا اور اگر اس مدت میں رجوع نہ کیا اور قسم نہ توڑی تو عورت نکاح سے

۲۲۷ - زن و شوہر کے باہمی تعلق کے باضابطہ اور کامل انقطاع یا نکاح کی گرہ کے کھل جانے کا نام طلاق ہے (ماجدی)

فوائد: عورت مرد کے تعلقات بہت نازک ہیں - قرآن حکیم نے ان کو نہایت تہذیب کے ساتھ ایک ہی لفظ میں بیان فرما دیا * دنیوی باتیں نباتے وقت آخرت کا ذکر بھی کیا جانا چاہیئے * بیوی کے ساتھ صرف فرج میں صحبت جائز ہے دبر میں حرام * بہت قسمیں کھانا بری بات ہے * نیکی سے باز رہنے پر قسم نہ کھاؤ * قسم پوری کرنا اچھی بات ہے لیکن گناہ کی قسم توڑنا ضروری اگر کوئی قسم کھائے کہ میں ماں باپ کی خدمت نہ کروں گا تو اس قسم کو توڑ کر ان کی خدمت کرے * ہر قسم پر پکڑ نہیں بلکہ بعض پر ہے ان میں بعض پر دنیوی گرفت یعنی کفارہ اور بعض پر اخروی یعنی صرف گناہ * اسلام افراط و تفریط سے خالی ہے * طلاق کا اختیار مرد کو ہے *

خلاصہ: مقاربت کی کوئی ایک ہیئت متعین نہیں - تخم ریزی وہاں ہو جو جگہ اس کے لئے مخصوص ہے آیت میں غلط کاری کا رد ہے - مخصوص جگہ میں جس طرح پسند ہو اجازت مقاربت ہے * صرف لذت طلبی نہ ہو اولاد (تمام) مقصد رہے * نیکی نہ کرنے پر اللہ تعالیٰ کی قسمیں نہ کھاؤ - تاہم ایسا ہو تو نیک کام کر لو قسم توڑ کر کفارہ ادا کر دیں (قسم توڑنے کا کفارہ دس مسکینوں کو کھانا کھلانا یا کپڑے دینا یا تین روزے رکھنا - ضیاء القرآن) * بغیر قصد و ارادہ قسمیہ الفاظ تکیہ کلام ہوں تو ان کا اعتبار نہیں * ایلاء کی مدت چار ماہ ہے - مرد اگر عورت کو اس مدت میں رجوع نہ کرے یعنی اپنی قسم نہ توڑے تو نکاح ٹوٹ جائے گا - ایسا نہیں ہو سکتا کہ عورت کو نکاح میں بھی جکڑ بند رکھا جائے اور اس کے حقوق زوجیت بھی ادا نہ کئے جائیں

[illegible]

وَالْمُطَلَّقٰتُ يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْۗءٍ ۭ وَلَا يَحِلُّ لَهُنَّ
اَنْ يَّكْتُمْنَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ فِيْٓ اَرْحَامِهِنَّ اِنْ كُنَّ يُؤْمِنَّ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ
الْاٰخِرِ ۭ وَبُعُوْلَتُهُنَّ اَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ فِيْ ذٰلِكَ اِنْ اَرَادُوْٓا اِصْلَاحًا ۭ
وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِيْ عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۠ وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ ۭ
وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝ اور طلاق دی ہوئی عورتیں روکے رکھیں اپنے آپ کو تین حیضوں
تک اور جائز نہیں ان کے لئے کہ چھپائیں جو پیدا کیا ہے اللہ نے ان کے رحموں میں اگر وہ ایمان رکھتی
ہیں اللہ پر اور روز آخرت پر اور ان کے خاوند زیادہ حق دار ہیں ان کو لوٹانے کے اس مدت میں
اگر وہ ارادہ کریں اصلاح کا اور ان کے لئے بھی حقوق ہیں (مردوں پر) جیسے مردوں کے حقوق ہیں
ان پر دستور کے مطابق البتہ مردوں کو عورتوں پر فضیلت ہے اور اللہ تعالیٰ عزت والا حکمت والا ہے (۲۲۸/۲)

اس سے وہ مطلقہ عورت مراد ہے جو حاملہ بھی نہ ہو (کیوں کہ حمل والی عورت کی عدت وضع حمل ہے) جسے دخول سے پہلے طلاق مل گئی ہو، وہ بھی نہ ہو (کیوں کہ اس کی کوئی عدت ہی نہیں ہے) آئسہ بھی نہ ہو، یعنی جن کو حیض آنا بند ہو گیا ہو (کیوں کہ ان کی عدت تین مہینے ہے) گویا یہاں مذکورہ عورتوں کے علاوہ صرف مدخولہ عورت کی عدت بیان کی جا رہی ہے اور وہ ہے تین قروء۔ جس کے معنی طہر یا تین حیض کے ہیں۔ یعنی تین طہر یا تین حیض عدت گزار کے وہ دوسری جگہ شادی کرنے کی مجاز ہے۔ سلف نے قروء کے دونوں ہی معنی صحیح قرار دیے ہیں، اس لئے دونوں کی گنجائش ہے (ابن کثیر و فتح القدیر)

ان عورتوں کو جو خاوندوں سے مل چکی ہوں اور بالغہ ہوں حکم ہو رہا ہے کہ طلاق کے بعد تین حیض تک رکی رہیں پھر اگر چاہیں تو اپنا نکاح دوسرا کر سکتی ہیں۔ ہاں چاروں اماموں نے اس میں لونڈی کو مخصوص کر دیا ہے وہ دو حیض عدت گزارے کیوں کہ لونڈی ان معاملات میں آزاد عورت سے آدھے پر ہے لیکن حیض کی کی مدت کا نصف ٹھیک نہیں بنتا اس لئے وہ دو حیض گزارے * پھر فرمایا ان کے رحم میں جو ہو اس کا چھپانا حلال نہیں یعنی حمل ہو اور حیض آئے تو۔ پھر فرمایا ہے کہ اگر انہیں اللہ پر اور قیامت پر ایمان ہو۔ اس میں انہیں (تنبیہ کی جا رہی ہے) کہ خلاف حق نہ کہیں اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس خبر میں ان کی بات کا اعتبار کیا جائے گا کیوں کہ اس پر کوئی بیرونی شہادت قائم نہیں کی جا سکتی اس لئے انہیں ہوشیار کر دیا گیا کہ عدت سے جلد نکل جانے کے لئے حیض نہ آیا ہو اور کہہ نہ دیں کہ انہیں حیض آ گیا ہے عدت کو بڑھانے کے لئے آیا ہو اسے چھپا نہ لیں اسی طرح حمل کی بھی خبر کر دیں۔ پھر فرمایا کہ عدت کے اندر اس شوہر کو جس نے طلاق دی ہے لوٹا لینے کا پورا حق حاصل ہے جبکہ طلاق رجعی ہو * پھر فرماتا ہے کہ جیسے ان عورتوں پر مردوں کے حقوق ہیں ویسے ہی ان عورتوں کے مردوں پر بھی حقوق ہیں۔ ہر ایک کو

دوسرے کا پاس و لحاظ عمدگی سے رکھا جاتا ہے * مردوں کو عورتوں پر فضیلت ہے جسمانی حیثیت سے بھی
اور اخلاقی حیثیت سے بھی، مرتبہ کی حیثیت سے بھی، حکمرانی کی حیثیت سے بھی، خرچ اخراجات کی حیثیت سے
بھی و دیگر معاملات اور نیز دین کی حیثیت سے بھی۔ غرض دنیوی اور اخروی فضیلت کے اعتبار سے۔ پھر فرمایا
اللہ تعالیٰ اپنے نافرمانوں سے بدلہ لینے میں غالب ہے اور اپنے احکام میں حکمت والا ہے۔ (بحوالہ تفسیر ابن کثیر)

اس آیت میں مطلقہ عورتوں کی عدت کا بیان ہے جن عورتوں کو ان کے شوہروں نے طلاق دی اگر وہ
شوہر کے پاس نہ گئی تھیں اور ان سے خلوت صحیحہ نہ ہوئی تھی جب تو ان پر طلاق کی عدت ہی نہیں جیسا کہ
آیہ مالکم علیھن من عدۃ میں ارشاد ہے اور جن عورتوں کو خرد سالی یا کبر سنی کی وجہ سے حیض
نہ آتا ہو یا جو حاملہ ہوں ان کی عدت کا بیان سورہ طلاق میں آئے گا باقی جو آزاد عورتیں یہاں ان کی عدت
و طلاق کا بیان ہے کہ ان کی عدت تین حیض ہے * حمل ہو یا خون حیض کیونکہ اس کے چھپانے سے رجعت اور
ولد میں جو شوہر کا حق ہے وہ ضائع ہوتا * طلاق رجعی میں عدت کے اندر شوہر عورت سے رجوع کر سکتا
ہے خواہ عورت راضی ہو یا نہ ہو لیکن اگر شوہر کو ملاپ منظور ہو تو ایسا کرے ضرر رسانی کا قصد نہ کرے
جیسا کہ اہل جاہلیت عورت کو پریشان کرنے کے لئے کیا کرتے تھے * جس طرح عورتوں پر شوہروں کے حقوق
کی ادا واجب ہے اسی طرح شوہروں پر عورتوں کے حقوق کی رعایت لازم ہے (حاشیہ کنزالایمان)

فوائد: عدت میں نکاح کسی قدر قائم رہتا ہے اگر طلاق غلیظہ نہ ہو اسی لئے طلاق دینے والے کو بسوئم
یعنی عورت کا شوہر کہا جاتا ہے * طلاق کی عدت حیض سے ہے * حمل اور حیض اور عدت کے متعلق عورت
کی بات مانی جائے گی کیونکہ یہاں صورت میں گو حکم دیا کہ وہ اپنی حالت نہ چھپائے (روح البیان)
جس کو خلوت سے پہلے طلاق دے دی جائے اس پر عدت واجب نہیں * حاملہ کی عدت بچہ کی پیدائش ہے *
چھوٹی بچی یا بوڑھی عورت جسے حیض نہ آتا ہو اس کی عدت تین مہینے ہے۔ (بحوالہ المشرف الشفاسیر)

خلاصہ: طلاق کی صورت میں بیوی کو اس بات کی اجازت نہیں کہ فوراً ہی دوسرا نکاح کرلے بلکہ اسے
تین حیض تک صبر کرنے کا حکم ہے اور اس کے بعد اسے اجازت ہے اسے اصطلاح شرع میں عدت کہا جاتا ہے
اس مدت انتظار میں بڑی مصلحت خاوند کے رجوع کرنے کے امکان کی ہے (بشرطیکہ اس نے تیسری بار طلاق
نہ دے دی ہو) و نیز اگر عورت حمل سے ہو تو ظاہر ہو جائے تاکہ شوہر کو رجوع کرنے پر آمادگی کا سلسلہ
روشن رہے۔ پیدا ہونے والے بچہ کے حقوق محفوظ ہوں اور نسب شک سے بری ہو سکے * عورتیں اپنی صحیح
اندرونی حالت واضح کردیں تاکہ عدت کے فوائد مرتب ہو سکیں * خاوندوں کی اصلاح اور دوبارہ تعلق بنانے
کا ارادہ بہتر ہے بشرطیکہ تیسری بار طلاق نہ دی گئی ہو * عورتوں پر مردوں کے اور عورتوں کے مردوں
پر حقوق کی وضاحت * مردوں کی عورتوں پر فضیلت کا اظہار * اللہ تعالیٰ ہی عزت والا اور حکمت والا ہے

اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ ۪ فَاِمْسَاكٌۢ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِيْحٌۢ بِاِحْسَانٍ ۭ وَلَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَاْخُذُوْا مِمَّآ اٰتَيْتُمُوْھُنَّ شَـيْـــًٔـا اِلَّآ اَنْ يَّخَافَآ اَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ ۭ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ ۙ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيْمَا افْتَدَتْ بِهٖ ۭ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَعْتَدُوْھَا ۚ وَمَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَاُولٰۗىِٕكَ ھُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝ فَاِنْ طَلَّقَھَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰي تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ ۭ فَاِنْ طَلَّقَھَا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْھِمَآ اَنْ يَّتَرَاجَعَآ اِنْ ظَنَّآ اَنْ يُّقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ ۭ وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ يُبَيِّنُھَا لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۝

طلاق تو دو ہی بار کی ہے اس کے بعد (یا تو) رکھ لینا ہے قاعدے کے مطابق یا پھر خوش عنوانی کے ساتھ چھوڑ دینا ہے اور تمہارے لئے جائز نہیں کہ جو مال تم انہیں دے چکے ہو اس میں سے کچھ واپس لو ہاں بجز اس صورت کے کہ جب اندیشہ ہو کہ اللہ کے ضابطوں کو دونوں قائم نہ رکھ سکیں گے سو اگر تم کو یہ اندیشہ ہو کہ دونوں اللہ کے ضابطوں کو قائم نہ رکھ سکیں گے تو دونوں پر اس (مال) کے بارے میں کوئی گناہ نہ ہوگا جو عورت معاوضہ میں دے دے یہ سب اللہ کے ضابطے ہیں سو ان سے باہر نہ نکلنا اور جو کوئی اللہ کے ضابطوں سے باہر نکل جائے گا سو ایسے لوگ

تو (اپنے حق میں) ظلم کرنے والے ہیں * (دو بار طلاق دینے کے بعد) پھر اگر کوئی اپنی عورت کو طلاق دے ہی دے تو وہ عورت اس کے لئے اس کے بعد جائز نہ رہے گی یہاں تک کہ وہ کسی اور شوہر سے نکاح کرے پھر اگر وہ (بھی) اسے طلاق دے دے تو دونوں پر کوئی گناہ نہیں کہ پھر مل جائیں بشرطیکہ دونوں گمان غالب رکھتے ہوں کہ اللہ کے ضابطوں (حدود) کو قائم رکھ سکیں گے اور یہ اللہ کے ضابطے ہیں انہیں وہ کھول کر ان لوگوں کے لئے بیان فرماتا ہے

(تفسیر ماجدی (۲) ۲۲۹/۲۳۰)

۲۲۹۔ اسلام سے پہلے یہ دستور تھا کہ خاوند جتنی چاہے طلاقیں دیتا چلا جائے اور عدت میں رجوع کرتا جائے اس سے عورتوں کی جان غضب میں تھی کہ طلاق دی اور عدت گزرنے کے قریب آئی رجوع کر لیا پھر طلاق دے دی اسی طرح عورتوں کو تنگ کرتے رہتے تھے لہذا اسلام نے حد بندی کر دی کہ اس طرح کی طلاقیں صرف دو ہی دے سکتے ہیں تیسری طلاق کے بعد لوٹانے کا کوئی حق نہیں رہتا" سنن ابو داؤد میں باب ہے کہ تین طلاقوں کے بعد مراجعت منسوخ ہے پھر یہ روایت لائے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما یہی فرماتے ہیں ابن ابی حاتم میں ہے کہ ایک شخص نے اپنی بیوی سے کہا کہ نہ تو میں تجھے بساؤں گا نہ چھوڑوں گا اس نے پوچھا یہ کس طرح؟ کہا طلاق دیدوں گا اور عدت ختم کا وقت آیا (تو) رجوع کروں گا پھر طلاق دیدوں گا پھر عدت ختم ہونے سے پہلے رجوع کروں گا۔ یونہی کرتا جاؤں گا وہ عورت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور اپنا یہ دکھ (بیان کرنے) لگی اس پر یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی۔ ایک روایت میں ہے کہ اس آیت کے نازل ہونے کے بعد لوگوں نے نئے سرے سے طلاقوں کا

[illegible]

224 [illegible]

خیال رکھنا شروع کیا اور وہ منفصل گئے اور تیسری طلاق کے بعد اس خاوند کو لوٹا لینے کا کوئی حق حاصل نہ رہا اور فرما دیا گیا کہ دو طلاقوں تک تو تمہیں اختیار ہے کہ اصلاح کی نیت سے اپنی بیوی کو لوٹا لو اگر وہ عدت کے اندر ہے اور یہ بھی اختیار ہے کہ نہ لوٹاؤ اور عدت گزر جانے دو تاکہ وہ دوسرے سے نکاح کرنے کے قابل ہو جائے اور اگر تیسری طلاق دینا چاہتے ہو تو احسان اور سلوک کے ساتھ دو نہ اس کا کوئی حق مارو اور نہ اس پر کوئی ظلم کرو نہ اسے ضرر و نقصان پہنچاؤ۔ (ابن کثیر)

ہم ۲۲۹ — ۲۳۰ — تیسری طلاق

نئی سطر ۲۳۰ (پھر اگر کوئی اپنی عورت کو طلاق دے ہی دے) یعنی اگر پہلی دو طلاقوں کے بعد رجعت نہ کرے اور طلاق پر قائم ہی رہے تو اب تیسری بار یا پہلی طلاق سے تین مہینے گزر جانے کے بعد طلاق قطعی طور پر نافذ ہو جائے گی تین مہینے کی مدت غور و فکر کے لئے اور مسئلہ مصالحت و مفاہمت کے لئے بہت کافی ہے ✱ اس طلاق سے مراد وہ تیسری ہی طلاق ہے جو ہر طرح قطعی ہو گئی ہے اور یہ مراد سب کے نزدیک متفقہ ہے کہ اس میں کوئی اختلاف نہیں (قرطبی) ✱ دوسرے شوہر سے یہ نکاح پہلے شوہر سے طلاق قطعی پانے کے تین مہینے بعد یعنی ایام عدت گزارنے کے بعد ہی ہو سکے گا ✱ جمہور فقہاء اور ائمہ مجتہدین کا مذہب یہی ہے کہ مطلقہ کے ساتھ پہلے شوہر کا نکاح جب ہی درست ہوگا جب وہ دوسرا شوہر اس کے ساتھ ہم بستری کر کے اسے طلاق دیدے اور اس طلاق پر بھی تین ماہ کی عدت گزر جائے (کبیر بحوالہ ماجدی)

واضح ہو کہ دو طلاق دینے کے بعد عورت کے تین حال ہیں۔ ۱۔ یہ کہ مرد اس سے رجوع کرے یعنی عدت کے اندر ملاپ کر لے[۲]۔ ۲۔ رجوع نہ کرے یہاں تک کہ عدت تمام ہو جائے اور جدائی ہو جائے[۲]۔ ۳۔ تیسری اور طلاق دے کر بالکل انقطاع کر دے[۲۲۳]۔ (تفسیر حقانی)

۲۲۳ (امساک بمعروف) ۲۲۳ (تسریح باحسان) ۲۲۳ (فان طلقھا)

خلاصہ: مرد کو عورت پر فضیلت حاصل ہے اور وہ عورت سے نسبتاً زیادہ مدبر، دور اندیش اور عقل و ہوش سے کام لینے والا ہوتا ہے اور ازدواجی زندگی کی تمام تر ذمہ داریاں بھی اسی سے متعلق ہوتی ہیں اس لئے شریعت مطہرہ نے طلاق دینے کا حق مرد کو تفویض کیا ہے اور اس حق کے استعمال کا شائستہ طریقہ بھی سکھا دیا ہے اور یہ ہدایت بھی فرما دی ہے اس نے آج تک اپنی اس بیوی کو تحفہ یا مہر کے طور پر دیا لیکن وہ واپس نہ لے تسریح باحسان سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس افسوس ناک حادثہ پر اس کی مزید خدمت کر دے تاکہ اس کی کچھ نہ کچھ دلجوئی ہو جائے ✱ اگر شوہر عورت کو مارتا پیٹتا ہے اور اسے طلاق بھی نہیں دیتا یا عورت کو اپنے شوہر سے ایسی نفرت ہو گئی ہے کہ اب ان کی صلح کی کوئی توقع نہیں اور خطرہ پیدا ہو گیا ہے کہ اگر یہ نکاح کے بندھن میں بندھے رہے تو یہ مختلف معصیتوں میں مبتلا ہو جائیں گے تو اس مشکل کا حل آیت میں بیان فرما دیا گیا ہے جسے فقہاء کی اصطلاح میں خلع کہا جاتا ہے۔ (طلاق اور خلع کے تفصیلی احکام و مسائل کے لئے کتب فقہ، دینی جامعات کے دارالافتاء یا مفتی حضرات کی طرف رجوع کیا جائے)

وَ إِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَأَمْسِكُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ
أَوْ سَرِّحُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ ص وَ لَا تُمْسِكُوهُنَّ ضِرَارًا لِّتَعْتَدُوا ج
وَ مَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ ط وَلَا تَتَّخِذُوٓا اٰيٰتِ اللّٰهِ
هُزُوًا وَّ اذْكُرُوا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَ مَآ أَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِّنَ
الْكِتٰبِ وَ الْحِكْمَةِ يَعِظُكُمْ بِهٖ ط وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ اعْلَمُوٓا أَنَّ اللّٰهَ
بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝ وَ إِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ
فَلَا تَعْضُلُوهُنَّ أَنْ يَّنْكِحْنَ أَزْوَاجَهُنَّ إِذَا تَرَاضَوْا بَيْنَهُمْ
بِالْمَعْرُوفِ ط ذٰلِكَ يُوعَظُ بِهٖ مَنْ كَانَ مِنْكُمْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ
الْاٰخِرِ ط ذٰلِكُمْ أَزْكٰى لَكُمْ وَ أَطْهَرُ ط وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَ أَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ۝

اور جب تم عورتوں کو طلاق دیدو اور وہ اپنی عدت پوری کرنے کو ہوں تو ان کو یا تو دستور کے موافق
رکھو یا اچھی طرح چھوڑ دو اور ان کو ضرر پہنچانے کے لئے نہ روکے رکھو کہ ان پر زیادتی کرنے لگو اور جس
نے ایسا کیا تو اس نے اپنی جان پر ظلم کیا اور اللہ تعالیٰ کے احکام سے مذاق نہ کرو اور اللہ تعالیٰ کی ان
نعمتوں کو یاد کرو جو تم پر ہیں اور یہ (احسان بھی یاد کرو) کہ اس نے تم پر کتاب اور حکمت نازل
کی کہ جس سے تم کو سمجھایا جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور جان رکھو کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز سے واقف ہے *
اور جب تم عورتوں کو طلاق دے چکو (اور) وہ اپنی عدت تمام کر چکیں تو اب ان کو اپنے (پہلے)
خاوندوں سے نکاح کرنے سے نہ روکو جب کہ وہ باہم دستور کے موافق راضی ہو جائیں تم میں سے
یہ نصیحت اس کو کی جاتی ہے کہ جو اللہ تعالیٰ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے یہ تمہارے لئے بڑی
پاکیزگی اور بڑی صفائی کی بات ہے اور (اس کی مصلحت) اللہ ہی جانتا ہے تم نہیں جانتے (۲/۲۳۱، ۲۳۲)

۲۳۲۔ الطلاق مرتٰن میں مسئلہ بتایا گیا تھا کہ دو طلاق تک رجوع کرنے کا اختیار ہے۔ اس آیت
میں ارشاد ہو رہا ہے کہ رجوع عدت کے اندر اندر ہو سکتا ہے عدت گزرنے کے بعد نہیں * یعنی مردوں کو
حکم ہو رہا ہے کہ جب وہ اپنی بیویوں کو طلاق دیں جن طلاقوں میں لوٹا لینے کا حق انہیں حاصل ہے
اور عدت ختم ہونے کے قریب پہنچ جائے تو یا تو بھلائی کے ساتھ لوٹا لے یعنی رجعت پر گواہ مقرر کرے
اور اچھائی سے بسانے کی نیت رکھے یا اسے بھلائی سے چھوڑ دے اور عدت ختم ہو جانے کے بعد اپنے
ہاں سے بغیر اختلاف جھگڑے دشمنی اور بد زبانی کے الگ کر دے * اسلام نے جاہلیت کے اس
دستور کو ختم کر دیا جو یہ تھا کہ طلاق دیدی، عدت ختم ہونے کو قریب ہے رجوع کر لیا پھر طلاق دیدی
پھر رجوع کر لیا یونہی اس دکھیا عورت کی عمر برباد کر دیتے تھے اللہ تعالیٰ نے اس سے روکا اور فرمایا ایسا کرنے والا ظالم ہے

پھر فرمایا اللہ کی آیتوں کو ہنسی نہ بناؤ ★ بعض لوگ مذاق میں طلاق دیدیتے ، یا نکاح کر لیتے یا آزاد کر دیتے
پھر پھر کہتے ہیں کہ میں نے تو مذاق کیا تھا اللہ تعالیٰ نے اسے آیات الٰہی سے استہزاء قرار دیا جس کی مقصود
اس سے روکنا ہے اسی لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مذاق سے بھی اگر کوئی یہ کرے کام کرے گا تو وہ
حقیقت ہی سمجھا جائے گا اور مذاق کی طلاق یا نکاح یا آزادی نافذ ہوجائے گی ۔ (بحوالہ تفسیر ابن کثیر)

۲۳۲ - حضرت معقل بن یسار فرماتے ہیں کہ "فلا تعضلوھن" کی آیت میرے حق میں اتری ہے کہ
میں نے اپنی بہن کا ایک شخص سے نکاح کر دیا تھا اس نے میری بہن کو طلاق دیدی اس کی عدت
جب پوری ہو گئی دوبارہ اس نے نکاح کا پیغام بھیجا میں نے اس کو جواب دیا کہ ایک مرتبہ میں نے
اس کا نکاح تجھ سے کر دیا تھا اور اسے تیری بیوی بنا کر تیری عزت کی تھی مگر تو نے اسے چھوڑ دیا
اب تم پھر پیغام بھیجتے ہو اللہ کی قسم وہ اب دوبارہ تجھ کو نہیں مل سکتی وہ شخص برا نہ تھا
میری بہن بھی اس کی طرف مائل تھی اس وقت اللہ نے یہ حکم بھیجا کہ تم عورتوں کو اپنے پہلے خاوند
سے نکاح سے نہ روکو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ اب میں اس کا نکاح اس سے کر دوں گا " حسنہ کو نکاح کر دو " (بخاری)

اس میں کوئی شک نہیں کہ جب عورت ایک مدت ایک مرد کے پاس رہ کر معاشرت کر چکی ہو تو کسی
سبب سے باہم طلاق کی نوبت پہنچ گئی ہو مگر باہم ایک تعلق باقی رہتا ہے اس لئے اول خاوندوں کے ساتھ
نکاح کرنے کا اشارہ ہوا اور اس کی حکمت کو اشارہ "ذٰلکم ازکیٰ لکم واطھر" میں بیان فرمایا - پھر
واللہ یعلم وانتم لا تعلمون میں اور بھی توضیح کر دی گئی ۔ (تفسیر عثمانی)

اس آیت کا پچھلی آیت سے چند طرح تعلق ہے (۱) پچھلی آیت میں عدت کے احکام بیان ہوئے
اب بعد عدت احکام بیان ہوتے ہیں (۲) پچھلی آیت میں طلاق دینے والے شوہروں کا اختیار بیان ہوا کہ وہ عدت میں
رجوع کر سکتے ہیں اب عدت کے بعد عورتوں کا اختیار بیان ہو رہا ہے کہ وہ اپنے نفس کی مالک ہیں جس سے چاہیں نکاح کریں (۳)
پچھلی آیت میں طلاق دینے والے شوہروں کو عورتوں پر ظلم کرنے سے روکا گیا اب عورتوں کے ولی اور وارثوں کو ظلم سے روکا
جا رہا ہے کہ انہیں نکاح ثانی سے نہ روکیں (۴) پچھلی آیت میں طلاق دینے والے شوہروں کو ہدایات دی گئیں اب دوسرے
شوہروں کو ہدایت دی جا رہی ہے کہ جس سے انہوں نے خلع کیا - خیال رہے اس آیت کی مختلف تفسیریں ہیں تفسیروں

خلاصہ : طلاق (رجعی) کی صورت میں جب عدت ختم ہو نے کو آئے تو شوہر کو اب وہ ہی اختیار ہے کہ اس کو اپنی زوجیت میں واپس لے یا پھر
عزت وعقل کے ساتھ اسے اپنے گھر سے الگ کر دے اور ہمیشہ کے لئے علیحدہ ہو جائے ہر حال میں حسن سلوک شرافت شائستگی اور شرعی واخلاقی
آداب ملحوظ رہیں ★ جب عورت کو طلاق دیدی گئی اور اس عدت کا زمانہ بھی پورا کر لیا تو اسے اختیار ہے جس سے چاہے ٹھیک طریقے
پر نکاح کرے نہ تو اسے نکاح سے روکنا چاہیے نہ اس کی پسند کے خلاف اس پر زور ڈالنا چاہیے نہ اسے اس کے فیصلہ پر ناراض و خفا
ہونا چاہیے جیسا کہ (طلاق دینے والے پہلے شوہر یا ولی کی طرف سے) اس کا اندیشہ تھا اس وجہ سے اس بات کو بطور خاص بیان فرمایا گیا -

یہ خلاصہ ہے تفسیر بیان القرآن کا (تفسیر عثمانی)

وَالْوَالِدَاتُ يُرْضِعْنَ أَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ أَرَادَ أَن يُتِمَّ الرَّضَاعَةَ ۚ وَعَلَى الْمَوْلُودِ لَهُ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ ۚ لَا تُكَلَّفُ نَفْسٌ إِلَّا وُسْعَهَا ۚ لَا تُضَارَّ وَالِدَةٌ بِوَلَدِهَا وَلَا مَوْلُودٌ لَّهُ بِوَلَدِهِ ۚ وَعَلَى الْوَارِثِ مِثْلُ ذَٰلِكَ ۗ فَإِنْ أَرَادَا فِصَالًا عَن تَرَاضٍ مِّنْهُمَا وَتَشَاوُرٍ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا ۗ وَإِنْ أَرَدتُّمْ أَن تَسْتَرْضِعُوا أَوْلَادَكُمْ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ إِذَا سَلَّمْتُم مَّا آتَيْتُم بِالْمَعْرُوفِ ۗ وَاتَّقُوا اللَّهَ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ○ اور مائیں دودھ پلائیں اپنی اولاد کو پورے دو سال (یہ مدت) اس کے لئے ہے جو پورا کرنا چاہتا ہے دودھ کی مدت۔ اور جس کا بچہ ہے اس کے ذمہ ہے کھانا ان ماؤں کا اور ان کا لباس مناسب طریقے سے۔ تکلیف نہیں دی جاتی کسی شخص کو مگر اس کی حیثیت کے مطابق نہ ضرر پہنچایا جائے کسی ماں کو اس کے لڑکے کے باعث اور نہ کسی باپ کو (ضرر پہنچایا جائے) اس کے لڑکے کے باعث اور وارث پر بھی اسی قسم کی ذمہ داری ہے پس اگر دونوں ارادہ کریں دودھ چھڑانے کا اپنی مرضی اور مشورہ سے تو کوئی گناہ نہیں دونوں پر اور اگر تم چاہو پلوانا (دایہ سے) کو دودھ اپنی اولاد کو پھر کوئی گناہ نہیں تم پر جب کہ تم ادا کرو جو دینا ٹھہرایا تھا تم نے مناسب طریقہ سے اور ڈرتے رہو اللہ سے اور (خوب) جان لو کہ یقیناً اللہ تعالیٰ جو کچھ تم کرتے ہو اسے دیکھنے والا ہے (۲/۲۳۳)

یہاں اللہ تعالیٰ نے والدین کو ارشاد فرمایا ہے کہ پوری پوری مدت دودھ پلانے کی دو سال ہے۔ اس کے بعد دودھ پلانے کا کوئی اعتبار نہیں۔ نہ اس سے رضاعت کے احکام ثابت ہوتے ہیں اور نہ حرمت ہوتی ہے۔ اکثر ائمہ کرام کا یہی مذہب ہے۔ ترمذی میں باب ہے کہ رضاعت جو حرمت ثابت کرتی ہے وہ وہی ہے جو دو سال سے پہلے کی ہو۔ حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں "وہی رضاعت حرام کرتی ہے جو آنتوں کو پر کر دے اور دودھ چھوٹنے سے پہلے کی ہو"۔ اکثر اہل علم صحابہ کرام کا اسی پر عمل ہے کہ دو سال سے پہلے کی رضاعت تو معتبر ہے اس کے بعد کی نہیں۔ یہی لفظ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت بھی فرمایا تھا جب آپ کے صاحبزادے (حضرت ابراہیم رض) کا انتقال ہوا تھا کہ وہ شیر خوارگی کی مدت میں انتقال کر گئے ہیں اور انہیں دودھ پلانے والی جنت میں مقرر ہے۔ حضرت ابراہیم رض کی عمر اس وقت ایک سال اور دس مہینے کی تھی۔ دارقطنی میں ایک حدیث دو سال کی مدت کے بعد کی رضاعت کے معتبر نہ ہونے کی ہے۔ ابن عباس رض بھی فرماتے ہیں کہ اس کے بعد کوئی چیز نہیں۔ ابو داؤد کی روایت میں ہے کہ دودھ چھوٹ جانے کے بعد رضاعت نہیں اور بلوغت کے بعد یتیمی نہیں۔ یہ قول کہ دو سال کے بعد دودھ پلانے اور پینے سے رضاعت کی حرمت ثابت نہیں ہوتی ان تمام حضرات کا ہے۔ حضرات علی، ابن عباس، ابن مسعود، جابر، ابوہریرہ، ابن عمر، حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہم حضرت سعید بن المسیب حضرت عطا اور جمہور کا یہی

مذہب ہے۔ امام شافعی، امام احمد، امام اسحٰق، امام ثوری، امام ابو یوسف، امام محمد اور امام مالک رح وغیرہ کا یہی مذہب ہے۔ گو ایک روایت میں امام مالکؒ سے دو سال دو ماہ بھی نقل ہیں اور دوسری روایت میں دو سال چھ ماہ بھی ہے امام ابو حنیفہ رح ڈھائی سال کی مدت بتاتے ہیں (بحوالہ ابن کثیر)

حضرت امام ابو حنیفہ رح (نے ڈھائی برس کی مدت بتائی ہے) ان کی دلیل یہ آیت ہے وحملہ وفصالہ ثلاثون شهرا کہ حمل اور فصال کی مدت ڈھائی برس ہے (حمل سے مراد امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک حمل شکمی نہیں بلکہ رضاعت کے ایام ہیں۔ بچہ کا گود میں اٹھانا اور گلے لگا کر دنیا گویا حمل و فصال رضاعت ہے اگر حمل سے مراد حمل شکمی اور فصال سے مراد دودھ بڑھانا لیا جائے تو ہر واحد کی خبر ثلاثون شہرا ہوگی یعنی اڑھائی برس اتنا ہے مدت حمل ہے اور اڑھائی برس اتنا ہے رضاعت کی ہے۔ یہ نہیں کہ دونوں کی مدت اڑھائی برس ہے کلام کا صاف دلالت اسی معنی پر ہے) اور اس آیت میں جو دو برس کامل مذکور ہیں تو صرف اجرت رضاعت کے لئے۔ اور ائمہ اس آیت کے متعلق کہتے ہیں) کہ اس میں ہر ایک کی مستقل مدت نہیں بیان کی بلکہ دونوں کی مجموعی مدت جس سے حمل کی ادنیٰ مدت چھ مہینے اور رضاعت کی دو برس۔ (بحوالہ تفسیر حقانی)

مسئلہ ماں خواہ مطلقہ ہو یا نہ ہو اس پر اپنے بچہ کو دودھ پلانا واجب ہے بشرطیکہ باپ کو اجرت پر دودھ پلوانے کی قدرت و استطاعت نہ ہو یا کوئی دودھ پلانے والی میسر نہ آئے یا بچہ ماں کے سوا اور کسی کا دودھ قبول نہ کرے اگر یہ باتیں نہ ہوں یعنی بچہ کی پرورش خاص ماں کے دودھ پر موقوف نہ ہو تو ماں پر دودھ پلانا واجب نہیں مستحب ہے (تفسیر احمدی و جمل)

* اس مدت کا پورا کرنا لازم نہیں اگر بچہ کو ضرورت نہ رہے اور دودھ چھڑانے میں اس کے لئے خطرہ نہ ہو تو اس سے کم مدت میں بھی چھڑوانا جائز ہے (تفسیر احمدی و خازن) * اگر کسی شخص نے اپنی زوجہ کو طلاق دی اور عدت گزر چکی ہے تو وہ اس سے بچہ کو دودھ پلانے کی اجرت لے سکتی ہے * ماں کا بچہ کو ضرر دینا یہ ہے کہ اس کو وقت پر دودھ نہ دے اور اس کی نگرانی نہ رکھے یا اپنے ساتھ مانوس کرلینے کے بعد چھوڑ دے اور باپ کا بچہ کو ضرر دینا یہ ہے کہ مانوس بچہ کو ماں سے چھین لے یا ماں کے حق میں کوتاہی کرے ضرار دینا مخالف حکم اور بحالت عدت ماں کو شوہر سے دودھ پلانے کی اجرت لینا جائز نہیں ہاں بعد عدت جائز ہے * دودھ کی مدت امام صاحب کے ہاں ڈھائی سال اور صاحبین کے نزدیک دو سال ہیں مگر فتویٰ صاحبین کے قول پر ہے کہ دو سال پر دودھ چھڑا دیا جائے مگر جو بچہ ڈھائی سال کی عمر میں کسی عورت کا دودھ پی لے وہ اس کا رضاعی بیٹا ہوگا۔ (تفسیر نعیمی)

خلاصہ

دودھ پلانے کا حق ماں کا ہے۔ دودھ پلانے کی کامل مدت دو سال ہے اور کسی وجہ سے ضرورت ہو تو اس سے کم مدت میں دودھ چھڑایا جا سکتا ہے۔ دودھ پلانے والیوں کا کھانا کپڑا باپ کی ذمہ داری ہے [illegible] اس میں کنجوسی ہو اور نہ اسراف * ہر شخص پر اس کی طاقت کے موافق تکلیف دی جاتی ہے * بچہ کو ماں سے چھین لینا یا بغیر خرچ اٹھائے اس سے دودھ پلوانے پر مجبور کرنا ماں کو ضرر پہنچانا ہے اور ماں کا دودھ پلانے سے انکار یا باپ کی حیثیت سے زیادہ مالی مطالبہ باپ کو تکلیف پہنچانا ہے * باپ کے وفات پانے کی صورت میں ماں کے حقوق اور بچہ کی تعلیم و تربیت کی ذمہ داری وارثوں کی ہے * (بعد مشاورت و رضامندی) ماں کے علاوہ کسی اور سے دودھ پلوانے کی اجازت دستور کے موافق اس کے معاوضہ کی ادائیگی کے ساتھ ہے۔ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو اور جان لو کہ اللہ تعالیٰ سب

پرورش کی ذمہ داری ماں کی ہے (جدید فقہی مسائل)

اسلام کا نظام عدل ہے۔

وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا يَّتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّ
عَشْرًا ۚ فَاِذَا بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا فَعَلْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِنَّ
بِالْمَعْرُوْفِ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ○ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا عَرَّضْتُمْ
بِهٖ مِنْ خِطْبَةِ النِّسَآءِ اَوْ اَكْنَنْتُمْ فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ ؕ عَلِمَ اللّٰهُ اَنَّكُمْ سَتَذْكُرُوْنَهُنَّ
وَلٰكِنْ لَّا تُوَاعِدُوْهُنَّ سِرًّا اِلَّآ اَنْ تَقُوْلُوْا قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ؕ وَلَا تَعْزِمُوْا
عُقْدَةَ النِّكَاحِ حَتّٰى يَبْلُغَ الْكِتٰبُ اَجَلَهٗ ؕ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِيْٓ
اَنْفُسِكُمْ فَاحْذَرُوْهُ ۚ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ○ اور تم میں سے جو وفات

پا جاتے ہیں اور بیبیاں چھوڑ جاتے ہیں، وہ بیبیاں اپنے آپ کو چار مہینے اور دس دن تک
روکے رکھیں پھر جب وہ اپنی مدت تک پہنچ جائیں تو تم پر اس بات میں کوئی گناہ کہ وہ عورتیں
اپنی ذات کے بارے میں کچھ (کاروائی) کریں شرافت کے ساتھ اور جو کچھ بھی کرتے ہو اللہ اس سے خوب
واقف ہے اور تم پر کوئی گناہ اس میں نہیں کہ تم ان (زیر عدت) عورتوں کے پیغام نکاح کے بارے
میں کوئی بات اشارۃً کہو یا (یہ ارادہ) اپنے دلوں ہی میں پوشیدہ رکھو اللہ کو تو علم ہے کہ تم
ان عورتوں کا ذکر ضرور کرو گے البتہ ان سے کوئی وعدہ خفیہ (بھی) نہ کرو مگر ہاں کوئی بات
عزت وحرمت کے موافق (چاہو تو) کہہ دو اور عقد نکاح کا عزم اس وقت تک نہ کرو جب
تک کہ میعاد مقررہ اپنے ختم کو نہ پہنچ جائے اور جانے رہو کہ جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے
اللہ اسے جانتا ہے سو اس سے ڈرتے رہو اور جانے رہو کہ اللہ بخشنے والا ہے بڑا بردبار ہے۔ (۲/۲۳۴، ۲۳۵)

۲۳۴۔ اس آیت میں حکم ہو رہا ہے کہ عورتیں اپنے خاوندوں کے انتقال کے بعد چار مہینے دس رات (دن)
عدت گزاریں خواہ ان سے مجامعت ہوئی ہو یا نہیں ہوئی ہو۔ اس بات پر اجماع ہے۔ مسند احمد
میں ہے کہ حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ سے سوال کیا گیا کہ "ایک شخص نے ایک عورت سے نکاح کیا اس سے مجامعت
نہیں کی تھی نہ مہر مقرر ہوا تھا کہ اس کا انتقال ہو گیا۔ اس کے متعلق کیا فتویٰ ہے۔" حضرت عبد اللہ
بن مسعودؓ نے فتویٰ دیا کہ "اس عورت کو اس کے خاندان کے دستور کے مطابق پورا مہر دیا جائے اس میں
کوئی کمی بیشی نہ ہو اور اس عورت کو پوری عدت گزارنی چاہیئے اور اسے وراثت بھی ملے گی۔" یہ سن کر
حضرت معقل بن یسارؓ کھڑے ہو گئے اور فرمانے لگے "بروع بنت واشق کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے یہی فیصلہ کیا تھا۔" بعض روایات میں ہے کہ اشجع کے بہت سے لوگوں نے یہ روایت بیان کی۔ ہاں
جو عورت اپنے خاوند کے انتقال کے وقت حمل سے ہو اس کے لئے یہ عدت نہیں (یعنی چار مہینے دس دن)
اس کی عدت وضع حمل ہے گو انتقال کے ایک ساعت بعد ہی (وضع حمل) ہو جائے۔ حمل والیوں کی

کی عدت وضع حمل ہے۔" (الطلاق) صحیحین میں ہے کہ حضرت سبیعہ اسلمیہؓ کے خاوند کا جب انتقال ہوا اس وقت آپ حمل سے تھیں اور چند راتیں ہی گزرنا پائی تھیں کہ بچہ تولد ہوا۔ جب نفاس سے نکلیں تو لباس وغیرہ اچھا پہن لیا۔ حضرت ابو السنابل بن بعکک نے یہ دیکھ کر فرمایا کہ کیا تم نکاح کرنا چاہتی ہو؟ خدا کی قسم جب تک چار مہینے دس دن نہ گزر جائیں تم نکاح نہیں کر سکتیں۔ حضرت سبیعہؓ یہ سن کر خاموش ہو گئیں اور شام کے وقت حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئیں اور مسئلہ پوچھا تو آپ نے فرمایا "کہ جب بچہ ہو گیا اسی وقت تم عدت سے نکل گئیں اب اگر تم چاہو تو بے شک نکاح کر سکتی ہو۔" (بحوالہ تفسیر ابن کثیر)

اس سے پہلی آیتوں میں عدت طلاق مذکور تھی اس لئے عدت وفات کا بھی حکم بیان فرما دیا گیا۔ عدت عظمت نکاح اور رکھ رکھاؤ نیز حمل اور نسب کی تمییز کے لئے مقرر ہوئی ہے۔ بیوہ کو حمل ہے تو جب تک بچہ پیدا نہ ہو عدت ہے

۲۳۵۔ عدت کے بعد جو کچھ وہ دستور کے موافق کریں خواہ نکاح ثانی کریں یا زیب و زینت ان کو منع نہ کرو اس میں تم پر کچھ گناہ نہیں عورتوں کو نکاح اور اس کے داعی سے (دورانِ عدت) روکا گیا تو صرف اسی کو ہی منع کیا کہ عدت سے پہلے تم ان کو صراحتاً نکاح کا پیغام دو اور نہ خفیۃً نکاح کا وعدہ کرو کیونکہ اس قسم کی تحریک اور تعارف سے عورت کے دل میں ہیجان پیدا ہو جاتا ہے جس سے عدت میں توقف پڑ جانے کا خطرہ اندیشہ ہے * اس میں کوئی مضائقہ نہیں کہ اشارۃً اپنا ارادہ نکاح ظاہر کر دیا جائے۔ خطبہ پیغام نکاح یا منگنی کو کہتے ہیں خطبہ ترغیب و ترہیب کے مضامین بیان کرنا ہے۔ جیسے عدت میں نکاح اور نکاح کا کھلا ہوا پیام تو ممنوع ہے لیکن پردہ کے ساتھ خواہش نکاح کا اظہار گناہ نہیں مثلاً یہ کہے کہ تم بہت نیک عورت ہو یا اپنا ارادہ دل میں رکھے اور زبان سے کسی طرح نہ کہے (کنزالایمان)

فوائد: عدت کے احکام صرف مسلمانوں کے لئے ہیں * موت کی عدت ہر حال میں واجب ہے نہ کہ مرد پر * شوہر کی موت سے نکاح بالکل ختم نہیں ہو جاتا بلکہ عورت کی موت سے ختم ہو جاتا ہے * جیسے عدت میں پردہ کی بات رکھنا پیام دینا جائز نہیں ایسے ہی عورت کو بھی اشارۃً اس کا وعدہ دینا درست ہے صاف صاف کہنا دونوں کو جائز نہیں *

خلاصہ: خاوند کی وفات کے بعد عدت ہر عورت کے لئے ہے خواہ بڑی ہو کہ نہ ہو، جوان ہو یا بوڑھی۔ البتہ حاملہ کی عدت وضع حمل تک ہے "حمل والی عورتوں کی عدت وضع حمل ہے" اس میں عورت بے زیب و زینت (سرمہ تک) اور خاوند کے گھر سے کہیں اور جگہ منتقل ہونے کی اجازت نہیں ہے۔ عدت پوری کرنے کے بعد مختار ہے * بیوہ کے عقد ثانی کو برا نہیں سمجھنا چاہئے * وفات کی عدت چار مہینے دس دن مقرر کر کے ان مفاسد کی اصلاح فرما دی گئی جو اس ضمن میں افراط و تفریط کا موجب تھے نہ عورت (خاوند کی وفات) کے فوراً بعد نکاح کرے اور نہ عورت کو زیادہ عرصہ تک شوہر کا سوگ منانے پر مجبور کیا جائے * نکاح کے بارے میں پیام وغیرہ علانیہ اور دستور کے موافق ہو چوری چھپے نہیں۔ عدت کی مدت کے دوران نکاح کا قول و قرار نہ ہو بلکہ عدت کے بعد ہی کرنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ہر بات اچھی طرح جانتا ہے لہذا اللہ سے ڈرتے رہو اور جان لو کہ اللہ بخشنے والا اور بردبار ہے

* خطبہ [illegible] (خزائن العرفان)

لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ إِن طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ مَا لَمْ تَمَسُّوهُنَّ أَوْ تَفْرِضُوا لَهُنَّ فَرِيضَةً ۚ
وَمَتِّعُوهُنَّ ۚ عَلَى الْمُوسِعِ قَدَرُهُ وَعَلَى الْمُقْتِرِ قَدَرُهُ ۚ مَتَاعًا بِالْمَعْرُوفِ ۖ حَقًّا
عَلَى الْمُحْسِنِينَ ۝ وَإِن طَلَّقْتُمُوهُنَّ مِن قَبْلِ أَن تَمَسُّوهُنَّ وَقَدْ فَرَضْتُمْ لَهُنَّ
فَرِيضَةً فَنِصْفُ مَا فَرَضْتُمْ إِلَّا أَن يَعْفُونَ أَوْ يَعْفُوَ الَّذِي بِيَدِهِ عُقْدَةُ
النِّكَاحِ ۚ وَأَن تَعْفُوا أَقْرَبُ لِلتَّقْوَىٰ ۚ وَلَا تَنسَوُا الْفَضْلَ بَيْنَكُمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ
بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ۝ حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَىٰ وَقُومُوا لِلَّهِ قَانِتِينَ ۝
فَإِنْ خِفْتُمْ فَرِجَالًا أَوْ رُكْبَانًا ۖ فَإِذَا أَمِنتُمْ فَاذْكُرُوا اللَّهَ كَمَا عَلَّمَكُم مَّا لَمْ تَكُونُوا تَعْلَمُونَ ۝

تم پر اس بات سے (بھی کوئی) گناہ نہیں کہ تم عورتوں کو ہاتھ لگانے یا ان کا مہر مقرر کرنے سے پہلے طلاق دیدو
(ہاں اس صورت میں) ان کو کچھ سامان دینا چاہیے مقدور والا اپنی حیثیت سے اور تنگدست اپنے مقدور کے موافق
دے (جو کچھ بھی ہو) دستور کے موافق سامان دینا نیک لوگوں پر (ایک لازمی) حق ہے * اور اگر تم نے ان کو
ہاتھ لگانے سے پہلے طلاق دی ہے اور ان کے لئے مہر بھی مقرر کر چکے تھے تو تم پر آدھا مہر یعنی دینا لازم ہے
مگر اس صورت میں کہ خود وہ عورتیں معاف کر دیں یا وہ شخص معاف کر دے کہ جس کے اختیار میں نکاح
باندھنا تھا۔ اور تمہارا معاف کر دینا ہی پرہیزگاری سے زیادہ قریب ہے (یعنی بہتر ہے) اور آپس کی
(الفضل احسان)
بہتری کو مت بھولو۔ بیشک جو کچھ تم کرتے ہو اللہ تعالیٰ اس کو دیکھ رہا ہے * نمازوں کی حفاظت
کیا کرو (اور خاص کر) بیچ کی نماز کی اور اللہ تعالیٰ کے سامنے نیازمندی سے کھڑے ہوا کرو * پھر اگر
تم کو (دشمن کا) ڈر ہو تو پیادہ پیدل یا سوار ہو کر (جس طرح ہو سکے نماز ادا کر لیا کرو) پھر جب
تم امن پاؤ تو اللہ کو (اس طرح سے) یاد کیا کرو جس طرح اس نے تم کو (وہ طریقہ) سکھایا جس کو تم نہیں

(بقرہ ۲/۲۳۶ تا ۲۳۹)

جانتے ہو۔ عقد نکاح کے بعد دخول سے پہلے بھی طلاق دینا مباح ہو رہا ہے المفسرین نے فرمایا ہے کہ یہاں مراد مس سے
نکاح ہے اور دخول سے پہلے طلاق دیدینا بلکہ مہر کا بھی ابھی تقرر نہیں ہوا اور طلاق دیدینا بھی جائز ہے مگر اس میں
عورت کی بے حد دل شکنی ہے اس لئے حکم ہو رہا ہے کہ اپنے مقدور بھر اس صورت میں مرد کو عورت کے ساتھ سلوک
کرنا چاہیے * امیر اپنی وسعت کے مطابق دے اور غریب اپنی طاقت کے مطابق * حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما
فرماتے ہیں اس کا اعلیٰ حصہ خادم ہے اور اس سے کم چاندی اور اس سے کم کپڑا یعنی اگر مالدار ہے تو غلام وغیرہ
دے اور اگر مفلس ہے تو کم سے کم تین کپڑے دے * حضرت امام ابو حنیفہ رح کا قول ہے کہ اگر دونوں اس
"فائدہ" کی مقدار میں تنازعہ کریں تو اس کے خاندان کے مہر سے آدھی رقم دلوا دی جائے حضرت امام شافعی رح
کا فرمانا ہے کہ کسی مقرر چیز پر خاوند کو مجبور نہیں کیا جا سکتا بلکہ کم سے کم جس چیز کو "فائدہ" کہا جا سکتا ہے
وہ کافی ہو جاتا ہے نزدیک اتنا کپڑا فائدہ ہے جتنے میں نماز پڑھ لینی جائز ہو جائے (بحوالہ تفسیر ابن کثیر)

۲۳۷- اور اگر صحبت سے پہلے ان کو طلاق دیدی تو مقرر کئے ہوئے مہر میں سے آدھا عورتوں کو دینا ضروری ہے اور آدھا تم رکھو لیکن اگر عورتیں کل مہر لیتی کو دیویں اور معاف کر دیں یا خاوند کل مہر عورت کو دیدے اپنا حق بھی اسی کو دیدے یہ بھی درست ہے (اور حنفیہ فرماتے ہیں کہ او یعفوا الذی بیدہ الخ سے مراد ولی عورت کا ہے جو خود تو تصرف نہ کر سکے اس کی طرف سے۔ اس کا ولی اگر کل مہر خاوند کو معاف کر دے اور چھوڑ دے یہ بھی جائز ہے) اور تم اے مردو اگر عورتوں کو کل مہر دے کر معاف کرو تو یہ بہتر ہے اور تقوٰی کے لائق اور بہتر ہے کہ ان کے فرد کہ ہے اور باہم احسان کرو [illegible] سے ترغیب [illegible] ملکیت ہے اس [illegible] (موضح [illegible])

۲۳۸- صلوٰۃ وسطیٰ کی تعیین میں مختلف اقوال ہیں بعض علماء بعض نماز [illegible] احادیث صحیحہ سے عصر کی نماز معلوم ہوتی ہے جیسا کہ [illegible] کہ مشرکوں نے ہم کو صلوٰۃ وسطیٰ سے روک دیا۔ اور [illegible] آخر میں نماز عصر ادا کی (تفسیر حقانی)

یہ آیات فرض نمازوں کو ان کے اوقات پر ارکان و شرائط کے ساتھ ادا کرنے اور ان میں پابندی نمازوں کی فرضیت بیان ہے اور اولاد و ازدواج کے مسائل و احکام کے درمیان ہی نماز کا ذکر فرمانا اس نتیجہ پر پہنچاتا ہے کہ ان کو ادا سے نماز سے غافل نہ ہونے دو اور نماز کی پابندی سے قلب کی اصلاح ہوتی ہے جس کے بغیر معاملات کا درست ہونا متصور نہیں * صلوٰۃ وسطیٰ [illegible] جمہور صحابہ کرام اور تابعین اور امام ابو حنیفہ کا مذہب ہے کہ اس سے نماز عصر مراد ہے * اس نماز میں کہ اور وقت میں [illegible] کا فرض ہونا ثابت ہوا (تفسیر الاکلیل)

محققین نے محافظت صلوٰۃ کے یہ درجے قرار دیے ہیں (اول) کہ وقت پر پڑھی جائے فرائض و واجبات ترک نہ ہوں اور سنن کا لحاظ رکھا جائے۔ اکمل صورت اور خشوع و خضوع سنن و مستحبات کی پابندی اور اعلیٰ درجہ یہ کہ نماز کو [illegible] حضور قلب [illegible] الوسطیٰ سے اکثر ائمہ نے نماز عصر مراد لی ہے ([illegible]) [illegible] اس وقت بھی معاف نہیں ہیں

جب کبھی دشمن کے حملہ کا اندیشہ ہو۔ ہاں اتنی آسانی کر دی گئی کہ پیدل چلتے چلتے یا اونٹ سواری پر بیٹھے بیٹھے جدھر بھی رخ ہو خوف و [illegible] کی حالت میں بھی نماز سے غفلت جائز نہیں جس طرح بھی بن پڑے نماز بروقت ادا کر لینی چاہئے (ترجمان القرآن)

فوائد: مہر شوہر کا حق ہے اسی نے معافی سے معاف ہو جاتا ہے * خلق پر مہربانی کرنا باعث ثواب ہے * نماز کی محافظت ضروری ہے * نماز کے [illegible] حالت ضروری ہے * نماز پنجگانہ [illegible] شعائر [illegible] (تفسیر [illegible])

خلاصہ: نکاح کے وقت مہر مقرر نہیں ہوا اور خاوند نے خلوت صحیحہ کے بغیر طلاق بھی دے دی تو اسے کچھ نہ کچھ فائدہ دے کر رخصت کرے یہ فائدہ ہر ایک کی طاقت کے مطابق ہونا چاہئے * مساس (خلوت صحیحہ) سے قبل ہی طلاق دیدی اور حق مہر بھی مقرر تھا تو خاوند کے لئے ضروری ہے کہ نصف مہر ادا کرے الا یہ کہ عورت اپنا حق معاف کر دے * خاوند [illegible] نکاح کا توڑنا [illegible] یہ نصف حق مہر کا معاف کر دے یعنی ادا شدہ حق مہر میں سے نصف مہر واپس لینے کے بجائے اپنا حق (نصف مہر) معاف کر دے اور پورا کا پورا مہر عورت کو دیدے * آپس میں فضل و احسان کی ترغیب * درمیانی والی نماز سے مراد نماز عصر ہے جس کا تعین احادیث صحیحہ سے ثابت ہے * دشمن کے خوف کے وقت جس طرح ممکن ہو پیادہ یا سواری پر بیٹھے ہوئے نماز پڑھیں جب یہ حالت ختم ہو جائے تو اسی طرح نماز پڑھیں جیسا کہ سکھلایا گیا ہے ۔

وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنكُمْ وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا ۚ وَصِيَّةً لِّأَزْوَاجِهِم مَّتَاعًا
إِلَى الْحَوْلِ غَيْرَ إِخْرَاجٍ ۚ فَإِنْ خَرَجْنَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِي مَا فَعَلْنَ فِي
أَنفُسِهِنَّ مِن مَّعْرُوفٍ ۗ وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ○ وَلِلْمُطَلَّقَاتِ مَتَاعٌ
بِالْمَعْرُوفِ ۖ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِينَ ○ كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ آيَاتِهِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ ○

اور جو تم میں سے وفات پا جائیں اور بیویاں چھوڑ جائیں وہ اپنی بیویوں کے لئے وصیت کر جائیں سال بھر تک نان نفقہ دینے کی (گھر سے) نکالے بغیر پھر اگر وہ خود نکل جائیں تو تم پر اس کا مواخذہ نہیں جو انہوں نے اپنے معاملہ میں مناسب طور پر کیا اور اللہ غالب حکمت والا ہے اور طلاق والیوں کے لئے بھی مناسب طور پر (دستور کے موافق) نفع (نان و نفقہ) پہنچانا مقرر ہے اور (یہ) پرہیزگاروں پر واجب ہے۔ اللہ اسی طرح بیان فرماتا ہے تمہارے لئے اپنی آیتیں (احکام) شاید کہ تم سمجھو۔ (۲/۲۴۰تا۲۴۲)

۲۴۰۔ اکثر مفسرین کا قول ہے کہ یہ آیت اس سے پہلے کی آیت یعنی چار مہینے دس دن کی عدت والی آیت سے منسوخ (یہاں منسوخ کا لفظ مراد ہے یعنی یہ کہ آیت [illegible] اسی کی تلاوت بھی ہوتی ہے اور مقدوت پر قرآن میں ملتا ہے مگر اس کا حکم باقی نہیں) ہو چکی ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں پہلے تو یہ حکم تھا کہ سال بھر تک نان نفقہ اس بیوہ عورت کو میت کے مال سے دیا جائے اور اسی کے مکان میں یہ رہے پھر آیت میراث نے اسے منسوخ کر دیا (یہ وصیت کا حکم اس وقت تھا جب میراث کے احکام نازل نہیں ہوئے تھے جب میراث کے مستقل احکام نازل ہو گئے اور شوہر کے ترکہ میں ایک مستقل حصہ بیوہ کا بھی مقرر ہو گیا تو ظاہر ہے کہ اب حکم وصیت پر عمل کا کوئی محل باقی نہ رہا — اسی کو مفسرین اپنی اصطلاح میں نسخ سے تعبیر کرتے ہیں) اور خاوند کی اولاد ہونے کی صورت میں مال متروکہ کا آٹھواں حصہ اور اولاد نہ ہونے کی صورت میں چوتھائی مال وراثت مقرر کر دیا اور عدت چار ماہ دس دن مقرر ہوئی۔ (تفسیر ابن کثیر)

۲۴ متاع [illegible]

۲۴۱۔ اور جب عورتوں کو جن کو طلاق دی ہے اگرچہ ان سے صحبت ہوئی ہو یا نہ ہوئی ہو [illegible] دینا اہل تقویٰ کے ذمہ ہے (مطلقہ عورتوں کو فائدہ پہنچانا اس سے پہلی آیات میں بھی آ چکا ہے مگر وہ صرف دو قسم کی مطلقات کے لئے تھا جن کو صحبت و خلوت سے پہلے طلاق ہو گئی ہو۔ ایک کو فائدہ پہنچایا یہ تھا کہ جوڑا دیا جائے دوسری کو فائدہ پہنچایا یہ تھا کہ آدھا مہر دیا جائے۔ اب وہ طلاق والیاں رہ گئیں جن کو صحبت یا خلوت کے بعد طلاق دی جاوے سو ان میں جس کا مہر مقرر کیا گیا ہو اس کو فائدہ پہنچانا یہ ہے کہ پورا مہر دیا جائے اور جس کا مہر مقرر نہ کیا جاوے اس کو بعد دخول کے مہر مثل واجب ہے۔ یہ متاع یعنی مطلق فائدہ پہنچانا اس تفصیل سے تو واجب ہے اور اگر متاع سے مراد فائدہ خاص یعنی تحفہ یا جوڑا دینا ہی لیا جائے تو ایک مطلقہ کو تو دینا واجب ہے جس کا ذکر ماقبل آ چکا ہے اور باقی سب اقسام میں مستحب ہے

اور اگر متاع سے مراد نفقہ لیا جائے تو حسن طلاق میں عدت ہے اس کا عدت گزرنے تک دینا واجب ہے خواہ طلاق
رجعی ہو یا بائن۔ غرض آیت شریفہ سب صورتوں کو شامل ہے) تمہارے لئے اسی طرح جیسا بیان کیا (بحوالہ جلالین)
۲۴۲۔ اس آیت میں ذالک سے یا تو طلاق، عدت وغیرہ احکام کی طرف اشارہ ہے یا اس طریقہ بیان کی طرف
کہ معاملات کے ساتھ عبادات کا بھی ذکر ہوتا ہے (ان احکام طلاق وغیرہ میں اتقوا اللہ، حدود اللہ، سمیع اور
علیم وغیرہ کا بار بار آنا۔ اس امر پر دلیل قطعی ہے کہ یہ سب احکام شریعت میں مقصود اور واجب ہیں محض
مشورہ کے طور پر نہیں) رب تعالیٰ نے یہ احکام واضح طور پر بیان فرما دیے ایسے ہی اپنے تمام احکام
تفصیل وار بیان فرماتا ہے تاکہ تم سمجھو اور عمل کرو * اللہ تمہارے نفع کے لئے اپنے احکام کی آیتیں
تدریجاً بیان فرماتا ہے تاکہ تم پر احکام کا ایک دم بوجھ نہ پڑ جائے تاکہ تم خوب سمجھ کر ان پر عمل کرو اور
ان میں کسی قسم کا خفا (پوشیدگی) نہ رہے۔ (بحوالہ اشرف التفاسیر)

فوائد: آیت کے چار احکام منسوخ ہو گئے۔ بیوہ کی عدت ایک سال ہونا۔ عدت میں اختیار ہونا بعد موت خاوند
خاوند کے مال سے ایک سال خرچ ملنا۔ بیوی کے لئے وصیت کرنا۔ اب کسی حال میں بھی ایک سال عدت نہیں۔
اب عدتیں کل چار قسم کی ہیں۔ تین ماہ۔ تین حیض۔ چار ماہ دس دن اور بچہ کی پیدائش تک * عدت طلاق
میں عدت کا سارا خرچہ اور مکان شوہر کے ذمہ ہے جیسا کہ للمطلقٰت اور متاع کے عموم سے معلوم ہوا * یہ
خرچہ حسب حیثیت واجب ہوتا ہے جیسا کہ بالمعروف سے معلوم ہوا * یہ خرچہ ہر طلاق دینے والے مسلمان پر واجب
ہے جیسا کہ حقا سے وجوب اور علی المتقین سے عموم معلوم ہوا * احکام الٰہی تدریجاً حسب ضرورت
آتے ہیں اور بعض بعض کے ناسخ ہوتے ہیں * رب تعالیٰ نے بیوہ اور مطلقہ عورت کا غم غلط کرنے اور اس کا ٹوٹا
ہوا دل جوڑنے کے لئے نان نفقہ وغیرہ واجب کر دیا * جو شخص دین کی رہنمائی کرے وہ فقیہ ہو جاتا ہے (بحوالہ الضیاء)
خلاصہ: اگر شوہر نے وصیت کر دی ہو کہ ایک سال تک عورت اسی کے مکان میں مقیم رہے اور نان و نفقہ
پائے (یعنی ایک برس تک سوگ منائے اور گھر سے نہ نکلے جیسا کہ عرب میں ایام جاہلیت میں طریقہ تھا)
تو ایسی وصیت اب واجب التعمیل نہیں کیونکہ وفات کی عدت چار ماہ دس دن مقرر کر دی گئی ہے۔
یہ آیت گو ترتیب میں موخر ہے مگر اس لئے (منسوخ الحکم) ہے کیونکہ ناسخ آیت پہلے گزر چکی ہے جس میں
عدت وفات چار ماہ دس دن مقرر کی گئی علاوہ ازیں آیت میراث نے بیویوں کا حصہ بھی
مقرر کر دیا ہے اس نے اب خاوند کو بیوی کے لئے کسی بھی قسم کی وصیت کرنے کی ضرورت نہیں اور
نہ رہائش (سکنیٰ) کی اور نہ نان و نفقہ کی * مطلقہ عورتوں کے حق احسان و سلوک کا بار بار
حکم یوں کہ اس معاملے میں رشتہ کا مردوں کے ہاتھ میں تھا اور عورتوں کا پلہ کمزور تھا اس لئے
ضروری تھا کہ بار بار حسن سلوک اور عفو و درگزر پر زور دیا جائے

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ خَرَجُوا مِن دِيَارِهِمْ وَهُمْ أُلُوفٌ حَذَرَ الْمَوْتِ ص فَقَالَ لَهُمُ اللَّهُ مُوتُوا قف ثُمَّ أَحْيَاهُمْ ط إِنَّ اللَّهَ لَذُو فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُونَ ۝ وَقَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ۝ مَّن ذَا الَّذِي يُقْرِضُ اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضَاعِفَهُ لَهُ أَضْعَافًا كَثِيرَةً ط وَاللَّهُ يَقْبِضُ وَيَبْسُطُ ص وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ۝

"اے محبوب! کیا تم نے نہ دیکھا تھا انہیں جو اپنے گھروں سے نکلے اور وہ ہزاروں تھے موت کے ڈر سے تو اللہ نے ان سے فرمایا مر جاؤ پھر انہیں زندہ فرما دیا بے شک اللہ لوگوں پر فضل کرنے والا ہے مگر اکثر لوگ ناشکرے ہیں اور لڑو اللہ کی راہ میں اور جان لو کہ اللہ سنتا جانتا ہے۔ ہے کوئی جو اللہ کو قرض حسن دے تو اللہ اس کے لئے بہت گنا بڑھا دے اور اللہ تنگی اور کشائش کرتا ہے اور تمہیں اسی کی طرف پھر (لوٹ کر) جانا (ہے) (۲/۲۴۳ تا ۲۴۵)

۲۴۳۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں یہ لوگ چار ہزار تھے، آٹھ ہزار، نو ہزار، تیس ہزار سے کچھ اوپر اور چالیس ہزار کی روایتیں بھی ہیں۔ یہ لوگ ذاوردان نامی بستی کے لوگ تھے جو واسط کی طرف ہے۔ بعض کہتے ہیں اس بستی کا نام اذرعات تھا۔ یہ لوگ طاعون کے مارے اپنے شہر کو چھوڑ بھاگے تھے ایک بستی میں جب پہنچے وہیں خدا کے حکم سے سب مر گئے اتفاق سے ایک نبی اللہ کا وہاں گزر ہوا ان کی دعا سے اللہ تعالیٰ نے پھر دوبارہ انہیں زندہ کر دیا۔ بعض لوگ کہتے ہیں ایک چٹیل صاف ہوادار کھلے ہوئے فضا میدان میں ٹھہرے تھے اور دو فرشتوں کی چیخ سے ہلاک کئے گئے تھے جب ایک لمبی مدت گزر چکی ان کی ہڈیوں کا بھی چورا چورا ہو گیا اس جگہ بستی بس گئی تب حزقیل (علیہ السلام) نامی ایک نبی وہاں نکلے انہوں نے دعا کی اور اللہ تعالیٰ نے قبول فرمائی اور حکم دیا کہ تم کہو کہ اے بوسیدہ ہڈیو اللہ تعالیٰ تمہیں حکم دیتا ہے کہ تم سب جمع ہو جاؤ چنانچہ ہر ہر جسم کی ہڈیوں کا ڈھانچہ کھڑا ہو گیا پھر خدا کا حکم ہوا کہ ندا کرو کہ اے ہڈیو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم گوشت پوست رگیں پٹھے بھی جوڑ لو چنانچہ اس نبی اللہ کے دیکھتے ہوئے یہ بھی ہو گیا پھر آواز لگائی کہ اے روحو اللہ تعالیٰ تمہیں حکم ہوتا ہے کہ ہر روح اپنے اپنے قدیم جسم میں آ جائے چنانچہ یہ سب جس طرح ایک ساتھ مرے تھے اسی طرح ایک ساتھ جی اٹھے اور بے ساختہ ان کی زبان سے نکلا سُبْحَانَكَ لَا إِلَٰهَ إِلَّا أَنْتَ خدایا تو پاک ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ یہ دلیل ہے قیامت کے دن اسی جسم کے ساتھ دوبارہ جی اٹھنے کی۔ پھر فرماتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا لوگوں پر بڑا بھاری فضل و کرم ہے کہ وہ زبردست کھلی نشانیاں اپنی قدرت قاہرہ کی دکھا رہا ہے لیکن باوجود اس کے بھی اکثر لوگ ناقدرے اور بے شکرے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی جگہ بچاؤ اور پناہ نہیں یہ لوگ وبا سے بھاگے تھے اور زندگی کے حریص تھے

تو اس کے خلاف عذاب آیا اور فوراً ہلاک ہو گئے۔ اس طرح روایت میں ہے کہ یہ خدا کا عذاب ہے جو آسمانی اجتماع پر ڈالا گیا تھا۔ (ابن کثیر)

۲۴۴۔ پھر خدا تعالیٰ کی راہ میں جان دینے اور مال دینے کی تاکید۔ کیونکہ دنیا میں کوئی قوم قوم نہیں رہ سکتی تاوقتیکہ اس قوم میں اپنے ناموس اور مذہب محفوظ رکھنے کی قوت نہ ہو خاص کر وہ مذہب کہ جو تمام دنیا پر پھیلنے والا ہو جس کی توحید اور روشن احکام دنیا بھر کے شریروں کے خلاف ہوں جس سے نہ صرف یہ احتمال بلکہ یقین ہو کہ اس مذہب کے مٹانے اس کے کمزور ہونے میں سخت سخت دشواریاں پیش آئی تھیں شروع ۲ ہجری میں بلکہ ہر آئے دن پھر آنحضرت کو کیا کچھ نہ تھا اس لئے حکم دیا گیا کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں لڑو جو رکاوٹ یعنی آپ اس کو فساد و شرارت نیک اور دل اخلاص سے ملحوظ رکھو ایسے معاملات میں دلی اخلاص اور نیک نیتی ضروری ہے اللہ سے ڈرتے رہو اللہ تعالیٰ سنتا جانتا ہے۔ (بحوالہ تفسیر حقانی)

۲۴۵۔ یعنی راہ خدا میں اخلاص کے ساتھ خرچ کرے راہ خدا میں خرچ کرنے کو قرض سے تعبیر فرمایا ہے یہ کمال لطف وکرم ہے بندہ اس کا بنایا ہوا اور بندے کا مال اس کا عطا فرمایا ہوا حقیقی مالک وہ اور بندہ اس کی عطا سے مجازی ملک رکھتا ہے مگر قرض سے تعبیر فرمانے میں یہ دل نشین کرانا منظور ہے کہ جس طرح قرض دینے والا اطمینان رکھتا ہے کہ اس کا مال ضائع نہیں ہوا وہ اس کی واپسی کا مستحق ہے ایسا ہی راہ خدا میں خرچ کرنے والے کو اطمینان رکھنا چاہیے کہ وہ اس انفاق کی جزا بالیقین پائے گا اور بہت زیادہ پائے گا ✱ جس کے لئے چاہے روزی تنگ کرے جس کے لئے چاہے وسیع فرمائے تنگی و فراخی اس کے قبضہ میں ہے اور وہ اپنی راہ میں خرچ کرنے والے سے وسعت کا وعدہ کرتا ہے (تفسیر صدر الافاضل رحمۃ اللہ علیہ بر حاشیہ کنز الایمان)

فوائد: حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بغیر نبوت عالم کے سارے اگلے پچھلے واقعات ملاحظہ فرمائے ✱ انبیاء کرام کی باتوں کا انکار (خاص طور) کفر لگتا ہے ✱ بہتر ہے کہ موت سے راہ فرار نہیں آتے ✱ طاعون سے بھاگنا منع ہے ✱ فتح شکر سے مستغنی جہاد افضل ہے ✱ قرض حسن کا بدلہ ملے گا ✱ مالداری حلال ہونا چاہیے (از تفسیر نعیمیہ)

خلاصہ: آیت ۲۴۳ میں مذکورہ واقعہ کسی سابقہ امت کا ہے۔ کسی صحیح حدیث میں تو نہیں البتہ تفسیری روایات میں ہے کہ بنی اسرائیل کے دور کا واقعہ بتایا گیا ہے اور جن کی دعا سے اللہ تعالیٰ نے مُردوں کو دوبارہ زندگی بخشی ان کا نام حزقیل (علیہ السلام) بتایا گیا ہے ✱ جہاد میں قتل کے خوف سے گھروں سے نکل پڑنے والے بحکم الٰہی مر گئے پھر بحکم الٰہی دوبارہ زندہ ہو گئے ✱ مرنے کے بعد تمام انسان اسی طرح زندہ کئے جائیں گے جس طرح اللہ نے انہیں مار کر زندہ فرمایا ✱ یہ بات اچھی طرح سمجھا دی گئی کہ زندگی اور موت صرف اللہ تعالیٰ کے قبضہ و اختیار میں ہے۔ کوئی بھی کسی بھی حیلہ سے موت کو ٹال نہیں سکتا اور نہ زندگی کے شب و روز یا سلسلہ حیات میں اضافہ کر سکتا ہے اللہ تعالیٰ اپنی مرضی سے جس کو جتنی زندگی چاہے دیدے اور جب چاہے موت دے ✱ اہل ایمان کو چاہیے کہ اللہ کی راہ میں جہاد کریں اور حق کے لئے جان نچھاور کریں آیت ۲۴۴ میں اسی کی ترغیب ہے ✱ قرض حسن اللہ تعالیٰ کی راہ میں اخلاص کے ساتھ خرچ کرنا ہے کہ جس کا کئی گنا زیادہ اجر ملے گا ✱ سامان جہاد کے لئے درکار سرمایہ کے لئے اہل ثروت کو ترغیب ✱ بہر حال اللہ کی طرف ہی لوٹنا ہے

اَلَمْ تَرَ اِلَى الْمَلَاِ مِنْۢ بَنِىْٓ اِسْرَآءِيْلَ مِنْۢ بَعْدِ مُوْسٰى ۘ اِذْ قَالُوْا لِنَبِىٍّ لَّهُمُ
ابْعَثْ لَنَا مَلِكًا نُّقَاتِلْ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ قَالَ هَلْ عَسَيْتُمْ اِنْ كُتِبَ عَلَيْكُمُ
الْقِتَالُ اَلَّا تُقَاتِلُوْا ؕ قَالُوْا وَمَا لَنَآ اَلَّا نُقَاتِلَ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَقَدْ اُخْرِجْنَا مِنْ
دِيَارِنَا وَاَبْنَآئِنَا ؕ فَلَمَّا كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ تَوَلَّوْا اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْهُمْ ؕ
وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالظّٰلِمِيْنَ ○ وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ بَعَثَ لَكُمْ
طَالُوْتَ مَلِكًا ؕ قَالُوْٓا اَنّٰى يَكُوْنُ لَهُ الْمُلْكُ عَلَيْنَا وَنَحْنُ اَحَقُّ بِالْمُلْكِ مِنْهُ
وَلَمْ يُؤْتَ سَعَةً مِّنَ الْمَالِ ؕ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰىهُ عَلَيْكُمْ وَزَادَهٗ بَسْطَةً
فِى الْعِلْمِ وَالْجِسْمِ ؕ وَاللّٰهُ يُؤْتِىْ مُلْكَهٗ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ○

"اے محبوب — کیا تم نے نہیں دیکھا موسیٰ (علیہ السلام) کے بعد بنی اسرائیل کی ایک جماعت کو جب کہ ان لوگوں نے
اپنے نبی سے کہا کہ ہمارے لئے ایک امیر مقرر کر دیجئے کہ ہم اللہ کی راہ میں قتال کریں (نبی نے کہا) کہیں ایسا تو نہیں کہ اگر تم پر
قتال فرض کر دیا جائے تو تم قتال نہ کرو وہ بولے بھلا ہمارے لئے کون سا ایسا سبب ہو سکتا ہے کہ ہم اللہ کی راہ میں
نہ لڑیں درآں حالیکہ ہم نکالے جا چکے ہیں اپنے گھروں سے اور اپنے فرزندوں سے لیکن جب ان پر قتال فرض کر دیا
گیا تو وہ (سب) پھر گئے بجز ان میں ایک قلیل تعداد کے اور اللہ ظالموں سے خوب واقف ہے اور ان لوگوں سے ان کے نبی نے
کہا کہ اللہ نے تمہارے لئے طالوت کو امیر مقرر کر دیا ہے وہ بولے اسے ہمارے اوپر کیسے امیری حاصل ہو سکتی ہے درآں حالیکہ
ہم اس سے زیادہ امیری کے مستحق ہیں اور اسے مال میں بھی وسعت نہیں دی گئی (نبی نے) کہا کہ اسے اللہ نے تمہارے مقابلہ میں
انتخاب کر لیا ہے اور اسے علم اور جسم دونوں میں کشادگی زیادہ دی ہے اور اللہ اپنا ملک جسے چاہتا ہے دیتا ہے اور اللہ
بڑا وسعت والا بڑا علم والا ہے (۲/ ۲۴۶، ۲۴۷)

۲۴۶ - یہ واقعہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بہت بعد کا ہے یعنی حضرت داود علیہ السلام کے زمانہ کا ہے جیسا کہ صراحۃً
وارد ہوا ہے اور حضرت داود اور حضرت موسیٰ علیہما السلام کے درمیان ایک ہزار سال سے زیادہ کا فاصلہ ہے
واللہ اعلم - سدیؒ کا قول ہے کہ یہ پیغمبر حضرت شمعون ہیں - مجاہد کہتے ہیں یہ شمویل بن بالی بن علقمہ
(اولاد حضرت یعقوب بن اسحٰق علیہما السلام) ہیں - واقعہ یہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد کچھ زمانے
تک تو بنی اسرائیل راہ حق پر رہے پھر شرک و بدعت میں پڑ گئے تاہم ان میں پے در پے انبیاء مبعوث ہوتے
رہے یہاں تک کہ بنی اسرائیل کی بے باکیاں حد سے گزر گئیں اب اللہ تعالیٰ نے ان کے دشمنوں کو ان پر غالب کر دیا -
خوب پٹے گئے اور بچے لٹے پہلے تورات کی موجودگی تابوت سکینہ کی موجودگی جو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے موروثی چلی
آتی تھی ان کے لئے باعث غلبہ تھی تورات کی سرکشی اور بد ترین گناہوں کی وجہ سے خدا کی یہ نعمت بھی ان کے
ہاتھوں سے چھن گئی اور نبوت بھی ان کے گھرانے میں ختم ہو گئی - جن کی اولاد میں پیغمبری کی نسل چلی آتی تھی وہ سارے

کہ سارے قرابتیں ہی مر گئے تھے ان میں سے صرف ایک حاملہ عورت رہ گئی تھی ان کے خاوند بھی قتل ہو چکے تھے۔ اب بنی اسرائیل
کی نظریں اسی عورت پر لگی تھیں امید تھی کہ اللہ اسے لڑکا دے اور وہ لڑکا نبی بنے اور خود ان بی بی صاحبہ کی بھی
دن رات یہی دعا تھی جو اللہ نے قبول فرمائی اور انہیں لڑکا دیا جس کا نام شموئیل یا شمعون رکھا۔ نبوت کی عمر ہونے پر انہیں
بھی نبوت عطا ہوئی جب آپ نے دعوت نبوت دی تو قوم نے درخواست کی کہ آپ ہمارا بادشاہ مقرر کر دیجئے تاکہ ہم
اس کی ماتحتی میں جہاد کریں بادشاہ تو ظاہر ہو گیا لیکن پیغمبر نے اپنا اندیشہ ظاہر کیا کہ کہیں تم پھر جہاد سے جی نہ چراؤ قوم نے
جواب دیا کہ حضرت ہمارے ملک ہم سے چھین لئے گئے ہمارے بال بچے گرفتار کئے گئے اور پھر کیا ہم ایسے بے غیرت ہیں کہ مرنے
سے ڈریں اب جہاد فرض کر دیا گیا اور حکم ہوا کہ اس بادشاہ کے ساتھ اٹھو۔ بس سنتے ہی وہ بس ہو گئے اور سوائے تھوڑے
حصہ کے باقی سب نے منہ موڑ لیا ان سے یہ کوئی نئی بات [illegible] تھا اللہ کو علم نہ ہوا۔ (تفسیر ابن کثیر)
۲۴۷۔ طالوت بنیامین بن حضرت یعقوب علیہ السلام کی اولاد [illegible] طول قامت کی وجہ سے طالوت ہوا حضرت
شموئیل علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک عصا ملا تھا اور بتایا گیا تھا کہ جو شخص عصا کے قد کا ہوگا وہ قوم کا بادشاہ ہوگا اس کا قد
اس عصا کے برابر ہوگا آپ نے اس عصا سے طالوت کا قد ناپ کر فرمایا کہ میں تم کو حکم الٰہی سے [illegible]
[illegible] سے فرمایا اللہ تعالیٰ نے طالوت کو تمہارا بادشاہ بنا کر بھیجا ہے (خازن، ابن کثیر [illegible])
غریب شخص ہے بادشاہ کو صاحب مال ہونا چاہئے ✶ فرمایا: نسل و دولت پر سلطنت کا استحقاق نہیں علم و قوت سلطنت
کے لئے بڑے معین ہیں اور طالوت اس زمانے میں تمام بنی اسرائیل میں زیادہ علم والا اور سب سے زیادہ جسیم اور توانا تھا (بحوالہ کنزالایمان)
فوائد: سلطان یعنی امیر [illegible] افضل ہے ✶ اس امت کے علماء بنی اسرائیل کے انبیاء کی طرح ہیں ✶ جہاد کے لئے امام و
سلطان شرط ہے ✶ سلطنت و امامت میراث نہیں ✶ انبیاء کرام کی زبان رب کا قلم ہے ✶ مصیبت کے وقت
نبی ولی کی طرف حضرت شموئیل علیہ السلام سے دادرسی چاہی ✶ امامت کے لئے علم ضروری ہے ✶ بادشاہ کے لئے رعب
و وقار بھی ضروری ہے ✶ بادشاہ کے لئے دلیری جرأت شجاعت جوانمردی بھی لازم ہے (بحوالہ اشرف التفاسیر)
خلاصہ: بادشاہت اگر مطلق العنان نہیں ہے بلکہ احکام الٰہی کا پابند اور عدل و انصاف کرنے والا ہے تو اس کی
بادشاہت جائز ہی نہیں بلکہ مطلوب و محبوب بھی ہے ✶ طالوت (ساؤل) کی قیادت و فرمانروائی ✶
قیادت و سیادت کے لئے مال سے زیادہ عقل و علم اور جسمانی قوت و طاقت کی ضرورت ہے ✶ طالوت اس میں
ممتاز تھے ✶ اللہ واسع الفضل ہے جس کو چاہتا ہے اپنی رحمت و عنایات سے نوازتا ہے اللہ علیم ہے
یعنی وہ جانتا ہے کہ بادشاہت کا مستحق کون ہے اور کون نہیں ہے ✶ صبر و استقامت کے دعوے تو بغیر سوچے سمجھے
کئے جاتے بڑی حد تک آسان ہیں لیکن آزمائش کے وقت راہ عمل پر ثابت قدم بہت کم نکلتے ہیں ✶ حکومت و قیادت کی قدر اول
صفت اصل ہے اگرچہ مال و دولت نہ ہو ✶ اصل چیز عقل و فہم، جسمانی قوت و طاقت ہے نہ کہ دولت و نسل ✶
جو سردار و امیر مقرر ہو جائے تو جماعت کے افراد کا فریضہ ہے کہ خلوص دل کے ساتھ اس کی اطاعت کریں۔

وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ إِنَّ آيَةَ مُلْكِهِ أَنْ يَأْتِيَكُمُ التَّابُوتُ فِيهِ سَكِينَةٌ
مِنْ رَبِّكُمْ وَبَقِيَّةٌ مِمَّا تَرَكَ آلُ مُوسَىٰ وَآلُ هَارُونَ تَحْمِلُهُ
الْمَلَائِكَةُ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ۝ فَلَمَّا فَصَلَ
طَالُوتُ بِالْجُنُودِ قَالَ إِنَّ اللَّهَ مُبْتَلِيكُمْ بِنَهَرٍ فَمَنْ شَرِبَ مِنْهُ فَلَيْسَ
مِنِّي وَمَنْ لَمْ يَطْعَمْهُ فَإِنَّهُ مِنِّي إِلَّا مَنِ اغْتَرَفَ غُرْفَةً بِيَدِهِ ۚ
فَشَرِبُوا مِنْهُ إِلَّا قَلِيلًا مِنْهُمْ ۚ فَلَمَّا جَاوَزَهُ هُوَ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ قَالُوا
لَا طَاقَةَ لَنَا الْيَوْمَ بِجَالُوتَ وَجُنُودِهِ ۚ قَالَ الَّذِينَ يَظُنُّونَ أَنَّهُمْ مُلَاقُو
اللَّهِ كَمْ مِنْ فِئَةٍ قَلِيلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيرَةً بِإِذْنِ اللَّهِ ۗ وَاللَّهُ مَعَ الصَّابِرِينَ ۝

اور کہا انھیں ان کے نبی نے کہ اس کی بادشاہی کی نشانی یہ ہے کہ آ جائے گا تمہارے پاس ایک صندوق اس میں تسلی (کا سامان) ہو گا تمہارے رب کی طرف سے اور (اس میں) کچھ بچی ہوئی چیزیں ہوں گی جنھیں چھوڑ گئی ہے اولاد موسیٰ (علیہ السلام) اور اولاد ہارون (علیہ السلام) اٹھا لائیں گے اس (صندوق) کو فرشتے بے شک اس میں بڑی نشانی ہے تمہارے لئے اگر تم ایمان دار ہو * پھر جب روانہ ہوا طالوت اپنی فوجوں کے ساتھ تو اس نے کہا بے شک اللہ تعالیٰ آزمانے والا ہے تمہیں ایک نہر سے سو جس نے پانی پی لیا اس سے وہ نہیں میرے ساتھیوں سے اور جس نے نہ پیا وہ یقیناً میرے ساتھیوں میں سے ہے مگر جس نے بھر لیا ایک چلو اپنے ہاتھ سے پس سب نے پیا اس سے مگر چند آدمیوں نے ان سے (نہیں پیا) پھر جب عبور کیا اسے (طالوت) نے اور ان لوگوں نے جو ایمان لائے تھے اس کے ساتھ ۔ کہنے لگے کچھ طاقت نہیں ہم میں آج جالوت اور اس کے لشکر کا مقابلہ کرنے کی (مگر) کہا ان لوگوں نے جو یقین رکھتے تھے کہ وہ ضرور ملاقات کرنے والے ہیں اللہ سے کہ بارہا چھوٹی جماعتیں غالب آ گئی ہیں بڑی جماعتوں پر اللہ کے اذن سے اور اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے ۔ (۲/۲۴۸، ۲۴۹)

۲۴۸ ۔ نبی علیہ السلام فرما رہے ہیں کہ طالوت کی بادشاہت کی پہلی علامت برکت یہ ہے کہ کھویا ہوا تابوت سکینہ تمہیں پھر مل جائے گا جس میں وقار و عزت، دلجمعی و جلالت، رأفت و رحمت ہے جس میں خدا کی نشانیاں ہیں جنھیں تم بخوبی جانتے ہو * حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ فرشتے آسمان و زمین کے درمیان اس تابوت کو اٹھائے ہوئے سب لوگوں کے سامنے لائے اور حضرت طالوت بادشاہ کے سامنے لا رکھا ۔ اس تابوت کو ان کے پاس دیکھ کر انھیں نبی کی نبوت اور طالوت کی بادشاہت کا یقین ہو گیا * یہ بھی کہا گیا کہ فلسطین کی بستیوں میں سے ایک بستی میں تھا جس کا نام ازدود تھا ۔ (تفسیر ابن کثیر)

یہ تابوت اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام پر نازل فرمایا تھا * (پھر) وراثۃً منتقل ہوتا ہوا حضرت موسیٰ علیہ السلام تک پہنچا ۔ آپ اس میں تورات بھی رکھتے تھے اور اپنا مخصوص سامان بھی چنانچہ اس تابوت میں الواح توراۃ

کے ٹکڑے بھی تھے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا اور آپ کے کپڑے اور آپ کی نعلین اور حضرت ہارون علیہ السلام کا عمامہ
290 اور ان کا عصا اور تھوڑا سا مَن جو بنی اسرائیل پر نازل ہوتا تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام جنگ کے موقعوں پر اس صندوق
کو آگے رکھتے تھے اس سے بنی اسرائیل کے دلوں کو تسکین رہتی تھی آپ کے بعد یہ تابوت بنی اسرائیل میں متوارث ہوتا چلا آیا
جب انہیں کوئی مشکل درپیش ہوتی وہ اس تابوت کو سامنے رکھ کر دعائیں کرتے اور کامیاب ہوتے دشمنوں کے مقابل
اس کی برکت سے فتح پاتے جب بنی اسرائیل کی حالت خراب ہوئی اور ان کی بدعملی بہت بڑھ گئی اور اللہ تعالیٰ نے ان پر
عمالقہ کو مسلط کیا تو وہ ان سے تابوت چھین کر لے گئے اور اس کو نجس مقامات میں رکھا اور اس کی بے حرمتی کی اور ان گستاخیوں
کی وجہ سے وہ طرح طرح کے امراض و مصائب میں مبتلا ہوئے ان کی پانچ بستیاں ہلاک ہوئیں اور انہیں یقین ہوا کہ تابوت کی
اہانت ان کی بربادی کا باعث ہے تو انہوں نے تابوت کو ایک بیل گاڑی پر رکھ کر بیلوں کو چھوڑ دیا اور فرشتے اس کو بنی اسرائیل
کے سامنے طالوت کے پاس لائے اور اس تابوت کا آنا بنی اسرائیل کے لئے طالوت کی بادشاہی کی نشانی قرار دیا گیا تھا
بنی اسرائیل یہ دیکھ کر اس کی بادشاہی کے مقر ہوئے اور بے درنگ جہاد کے لئے آمادہ ہو گئے کیونکہ تابوت پا کر انہیں
اپنی فتح کا یقین ہو گیا طالوت نے بنی اسرائیل میں سے ستر ہزار جوان منتخب کئے جن میں حضرت داؤد علیہ السلام بھی تھے۔ (جلالین،
جمل، خازن اور مدارک بحوالہ کنز الایمان)

جب بنی اسرائیلیوں کو طالوت کی امامت میں کچھ شک و شبہ نہ رہا اور سب نے انہیں اپنا بادشاہ تسلیم کر لیا تب طالوت
نے ان سب کو بشکل لشکر جمع کیا اور انہیں لے کر شہر سے جدا ہوئے تو اعلان فرمایا کہ اے سپاہیو تمہارا ایک نہر
سے امتحان ہونے والا ہے۔ تم پر پیاس کا (دوران سفر) غلبہ ہے (تاہم) جو اس (نہر) سے پانی پی لے گا وہ
میری جماعت سے نہ ہوگا* اور جو اسے چکھے ہی نہیں وہ میرا ہے ہاں ایک چلو پانی کی اجازت ہے۔ وہ ایسا جھلسا
گرمی کی شدت اور پیاس کے غلبہ سے نڈھال ہو گئے کہ جونہی ٹھنڈے اور صاف پانی کی نہر سامنے آئی اس
سے سب نے خوب پانی پیا اور کوئی حد پر قائم نہ رہا سوائے تھوڑی سی جماعت کے۔ (بحوالہ تفسیر نعیمی)

خلاصہ: صندوق یعنی تابوت "جو توب سے ہے جس کے معنی رجوع کرنے کے ہیں کیونکہ بنی اسرائیل تبرک کے لئے اس
کی طرف رجوع کرتے تھے (فتح القدیر) اس تابوت میں حضرات موسیٰ و ہارون علیہما السلام کے تبرکات تھے یہ تابوت بھی
ان کے دشمن ان سے چھین کر لے گئے تھے اللہ تعالیٰ نے نشانی کے طور پر یہ تابوت فرشتوں کے ذریعہ حضرت طالوت
کے دروازے پر پہنچا دیا* اللہ تعالیٰ نے اسے ان کے لئے ایک اعجاز اور فتح و سکینت کا سبب قرار دیا* انبیاء و
صالحین کے تبرکات یقیناً باذن اللہ اہمیت و افادیت رکھتے ہیں* صبر و ثبات ضبط و نظم کا امتحان*
نہر سے مراد غالباً فلسطین کا اہم ترین دریا، دریائے اردن ہے* حضرت طالوت کا پانی پینے سے روک کر لوگوں کا
صبر و ثبات اور اطاعت انقیاد کا امتحان لینا اور ایک قلیل تعداد کے سوا باقی سب کا ضبط نہ کر سکنا*
اصل چیز صبر اور اطاعت ہے جو لوگ ایک تھوڑی سی پیاس برداشت نہیں کر سکتے وہ میدان جنگ کی سختیوں
اور مصائب کا کس طرح سامنا کر سکیں گے* اللہ کی معیت نصرت و امداد کے ساتھ مراد ہے۔

وَلَمَّا بَرَزُوا لِجَالُوتَ وَجُنُودِهٖ قَالُوا رَبَّنَآ اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا
عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ۝ فَهَزَمُوْهُمْ بِاِذْنِ اللّٰهِ ۙ۫ وَقَتَلَ دَاوٗدُ جَالُوْتَ وَاٰتٰهُ اللّٰهُ
الْمُلْكَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَهٗ مِمَّا يَشَآءُ ؕ وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ
لَّفَسَدَتِ الْاَرْضُ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ ذُوْ فَضْلٍ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ۝ تِلْكَ اٰيٰتُ اللّٰهِ نَتْلُوْهَا
عَلَيْكَ بِالْحَقِّ ؕ وَاِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۝

اور جب وہ جالوت اور اس کے لشکر کے مقابلہ میں آئے تو دعا کرنے لگے کہ اے رب! ہم کو استقلال عطا کر اور ہمارے پاؤں جمائے رکھ اور ہم کو کافروں کی قوم پر غالب کر ٭ پھر انہوں نے ان (دشمنوں یعنی جالوت کے لشکر) کو شکست دی اللہ تعالیٰ کے حکم سے اور قتل کر دیا داود (علیہ السلام) نے جالوت کو اور عطا فرمائی داود (علیہ السلام) کو اللہ تعالیٰ نے حکومت اور دانائی اور سکھا دیا اسکو جو چاہا اور اگر نہ بچاؤ کرتا اللہ تعالیٰ بعض لوگوں کا بعض کے ذریعہ تو برباد ہو جاتی زمین لیکن اللہ تعالیٰ فضل و کرم فرمانے والا ہے سارے جہانوں پر ٭ یہ اللہ کی آیتیں ہیں ہم انہیں آپ کو پڑھ کر سناتے ہیں ٹھیک ٹھیک اور (اے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم) آپ یقیناً مرسلین میں سے ہیں۔ (۲/ ۲۵۰ تا ۲۵۲)

۲۵۰۔ فتح و شکست میں اللہ تعالیٰ کے حکم کو کارفرما جاننا ایمان کا رسوخ ہے یعنی جس وقت (طالوت اور اس کے اہل ایمان ساتھیوں) کی اس مختصر جماعت نے کفار کے ٹڈی دل لشکر دیکھے تو جناب باری میں گڑگڑا کر دعائیں کرنی شروع کیں کہ اے اللہ ہمیں صبر و ثبات کا پیالہ پلا دے اور لڑائی کے وقت ہمارے قدم جما دے منہ موڑنے اور بھاگنے سے ہمیں بچا لے اور ان دشمنوں پر ہمیں غالب کر۔ چنانچہ ان کی یہ عاجزانہ اور مخلصانہ دعائیں قبول ہوئی ہیں (بحوالہ ابن کثیر)

اور جب یہ تھوڑے سے مسلمان جالوت اور اس کے لشکر سے لڑنے کو نکلے اور صف بندی کی کہا اے ہمارے رب! ہم پر صبر ڈال اور ہمارے دل جہاد پر قوی کر کہ ہم ثابت قدم رہیں اور کافروں پر ہم کو فتح دے سو اللہ کے حکم سے مسلمانوں نے کافروں ← کو شکست دی (مظہری)

۲۵۱۔ جب مسلمانوں (طالوت اور اس کے ساتھیوں) اور فلسطیوں (جالوت اور اس کے کفار ساتھی) کا آمنا سامنا ہوا تو جالوت جو بڑا قد آور اور پیتل کی زرہ پہنے ہوئے اور سر پر پیتل کا بڑا بھاری خود دھرے ہوئے تھا صف کے بیچ صف سے باہر نکل آیا اور اپنا مقابل مانگنے لگا۔ حضرت داود (علیہ السلام) اس کے مقابلہ کے لئے نکلے اور جالوت کے حملے کے جواب میں نہایت پھرتی کر کے ایک پتھر فلاخن میں دھر کر جالوت کے ماتھے پر ایسا مارا کہ وہ شکستہ ہو کر زمین پر گر پڑا اور اسی کی تلوار سے اس کا سر جدا کر دیا یہ حال دیکھ کر فلسطی بھاگ نکلے ٭ ہزاروں مارے گئے ٭ طالوت نے اپنی لڑکی کی شادی حضرت داود (علیہ السلام) سے کر دی ٭ بنی اسرائیل کی تمام سلطنت حضرت داود علیہ السلام کو ملی۔ (بحوالہ تفسیر حقانی) حکمت سے یہاں مراد نبوت ہے جو حکمت کا اعلیٰ ترین مقام ہے (بحوالہ کبیر)

حضرت داود علیہ السلام کے والد ایشا طالوت کے لشکر میں تھے اور ان کے ساتھ ان کے تمام فرزند بھی۔ حضرت

داؤد علیہ السلام ان سب میں چھوٹے تھے بیمار تھے رنگت زرد تھا * جب جالوت نے بنی اسرائیل سے مقابلہ طلب کیا وہ اس کی
قوت جسامت دیکھ کر گھبرا گئے کیونکہ وہ بڑا جابر قوی تھا زور آور عظیم الجثہ قد آور تھا طالوت نے اپنے لشکر
میں اعلان کیا کہ جو شخص جالوت کو قتل کرے گا میں اپنی بیٹی اسکے نکاح میں دوں گا اور نصف ملک اس کو دوں گا
مگر کسی نے اس کا جواب نہ دیا تو طالوت نے اپنے نبی حضرت شمویل علیہ السلام سے عرض کیا کہ بارگاہ الٰہی میں دعا کریں
آپ نے دعا کی تو بتایا گیا کہ حضرت داؤد علیہ السلام جالوت کو قتل کریں گے ۔ طالوت نے حضرت داؤد علیہ السلام سے
عرض کیا کہ اگر آپ جالوت کو قتل کریں تو میں اپنی لڑکی آپکے نکاح میں دوں اور نصف ملک پیش کروں
آپ نے قبول فرمایا * (حضرت داؤد علیہ السلام نے جالوت کا خاتمہ کر کے) اس کو لا کر طالوت کے سامنے ڈال دیا
تمام بنی اسرائیل خوش ہوئے اور طالوت نے حضرت داؤد علیہ السلام کو حسب وعدہ نصف ملک دیا اور اپنی
بیٹی کا نکاح آپ کے ساتھ کر دیا ایک مدت کے بعد طالوت نے وفات پائی تمام ملک پر حضرت داؤد علیہ السلام
کی سلطنت ہوئی (جمل وغیرہ بحوالہ کنز الایمان)

۲۵۲ ۔ بِالْحَقِّ یعنی بالکل بے کم و کاست اپنی اصلی حالت میں اور غرض صحیح کے ساتھ (مدارک، بیضاوی بحوالہ ماجدی)
یہ آیتیں ہیں اللہ کی ہم پڑھتے ہیں ٹھیک ٹھیک آپ پر (اے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم) یقیناً آپ رسولوں میں سے ہیں (ضیاء [illegible])

فوائد: جنگ کے وقت فتح و نصرت کی دعا کرنا سنت انبیاء ہے * حضرت داؤد علیہ السلام صاحب کتاب پیغمبر ہیں * جب
رب کا کرم ہوتا ہے تو کمزوروں سے بڑے بڑے جباروں کو ہلاک کروا دیتا ہے * گوپھن (فلاخن) چلانا سنت
داؤدی ہے * نیک کام پر کچھ معاوضہ قبول کر لینا جائز ہے * اگر کسی نیک کام کے ذریعہ دنیوی مال مل جائے تو
اس سے ثواب میں فرق نہیں آتا دیکھیے داؤد علیہ السلام کو اس جہاد کے ذریعہ بڑی سلطنت ہاتھ آئی *
حکومت و سلطنت رب کی بڑی نعمت ہے * جہاد اور دنیوی انتظامات نبوت یا ولایت کے خلاف نہیں *
مصیبتیں بھی اللہ کی رحمت ہیں کہ کبھی ان مصیبتوں کے ذریعہ بادشاہی مل جاتی ہے ۔ (بحوالہ اشرف التفاسیر)

خلاصہ: طالوت اور اس کے مومن ساتھیوں کا مقابلہ جس قوم سے تھا وہ عمالقہ سے تعلق رکھتے تھے اور
ان کا سپہ سالار جالوت نامی قوی ہیکل پہلوان تھا جسے اپنی طاقت اور کمال حرب پر بڑا گھمنڈ تھا ۔
اہل ایمان نے مقابلہ سے قبل بارگاہ الٰہی میں بڑے الحاح و زاری کے ساتھ دعا مانگی کہ الٰہی صبر و استقامت،
ثبات قدم اور جرأت عطا فرما اور کفر کے مقابل اہل ایمان کو فتح و کامرانی سے مالا مال فرما * قوموں کے
درمیان کشمکش کے نتیجہ میں ظلم و تشدد اور جبر و زیادتی پر قدغن لگ جاتا ہے جب ظلم و فساد بڑھ جائے تو دوسرا
گروہ مدافعت کے لئے کھڑا ہو جاتا ہے یعنی ایک قوم کا ظلم دوسری قوم کی مقاومت سے دفع ہوتا رہتا ہے *
نزول وحی یعنی آیات قرآنی کا سینہ اطہر پر نازل ہونا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت و صداقت کی روشن دلیل ہے ۔